ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

فروری 2018ء - جمادی الاولیٰ 1439ھ (جلد 15 شمارہ 5)

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

جلد 15 شمارہ 5

فروری 2018ء - جمادی الاولیٰ 1439ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس مفتی محمد امجد غفار الحق

فی شمارہ........ 25 روپے

سالانہ........ 300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

چوہدری طارق محمود بابر

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ.........سیاسی استحکام کی ضرورت.........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط160)...... حضرت طالوت کی فوج کی آزمائش.........// // 6

درسِ حدیث ...بحالتِ ایمان فوت ہونے پر شفاعتِ نبی کا حصول (قسط1)...// // 13

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط7).........مفتی محمد رضوان 24

ملفوظات.........// // 28

سرزمینِ ہزارہ، دلفریب نظارہ (قسط1).........مفتی محمد امجد حسین 32

ماہِ محرم: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.........مولانا طارق محمود 40

علم کے مینار:...امام ابو حنیفہ کے شیوخ واساتذہ (حصہ چہارم)....مفتی غلام بلال 42

تذکرۂ اولیاء:....حضرت عمر کا تراویح ایک امام کی اقتداء میں مقرر کرنا....مفتی محمد ناصر 47

پیارے بچو!.........نا اتفاقی اور نا چاقی کا انجام.........مولانا محمد ریحان 51

بزمِ خواتین .....عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب (قسط7).......مفتی طلحہ مدثر 52

آپ کے دینی مسائل کا حل.......... نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ

سے متعلق احادیث وآثار (قسط1).........ادارہ 59

کیا آپ جانتے ہیں؟.... کھانے کے آداب (قسط6).........مفتی محمد رضوان 74

عبرت کدہ . حضرت موسیٰ کو عطائے معجزات (حصہ دوم).........مولانا طارق محمود 78

طب وصحت.......نبی ﷺ کے کھانے میں پسندیدہ اشیاء.........حکیم مفتی محمد ناصر 82

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز.........// // 89

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں.........مولانا غلام بلال 91

Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

سیاسی استحکام کی ضرورت

اس بات میں اہلِ دانش کی منصفانہ دورائے ہونے کا امکان نہیں کہ کسی بھی ملک کی تعمیروترقی اور اس کے استحکام کے لیے اس میں سیاسی استحکام ضروری ہے، جب بھی کسی ملک کو اس کی دشمن طاقتیں اور قوتیں نقصان اور تنزلی کی طرف پہنچانے کی کوشش کرتی ہیں، تو اس ملک کے سیاسی استحکام کو نقصان پہنچا کر ہی اپنے مقصود اور مشن کا آغاز کرتی ہیں۔

وطنِ عزیز اپنی گونا گوں خصوصیات اور مختلف جہات سے دنیا کی غیر مسلم دشمن طاقتوں کو شروع سے ہی کھٹکتا رہا ہے، خاص طور پر ہمارے پڑوسی ملک بھارت کو اس سے شروع سے ہی حسد اور خار ہے، اس لیے وطنِ عزیز میں شروع سے ہی کچھ بیرونی اور اندرونی قوتیں اس کوشش میں مصروف رہی ہیں کہ وہ ملک میں سیاسی استحکام نہ پیدا ہونے دیں، بعض اندرونی قوتیں اپنے ذاتی مفادات کے لیے بھی نفس وشیطان یا غیر مسلم دشمنوں کے ہاتھوں شعوری یا غیر شعوری طور پر استعمال ہوتی رہیں، اسی وجہ سے مختلف اوقات میں ان کی طرف سے سیاسی استحکام کو نقصان پہنچانے کی مختلف صورتوں میں کوششیں ہوتی رہیں، اور یہ کوششیں آج بھی جاری ہیں، اور اپنے ان مقاصد میں ان قوتوں کو کافی حد تک کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے، اسی کے نتیجہ میں سقوطِ بنگلہ دیش کا سانحہ پیش آیا۔

سیاسی استحکام کو نقصان پہنچانے کے لیے کبھی فوجی راستوں کو اختیار کیا گیا کہ مختلف قسم کی غلط فہمیاں وغیرہ پیدا کرکے فوج اور سیاست کو باہم ایک دوسرے کے مقابل لا کھڑا کیا گیا، کبھی عدالتی راستوں کو اختیار کرکے سیاست اور عدلیہ میں رسہ کشی اور تناؤ پیدا کیا گیا، کبھی سیاسی استحکام کو نقصان پہنچانے کے لیے مذہبی طبقات کو استعمال کیا گیا، اور کبھی خود سیاسی جماعتوں کو سیاسی وملکی استحکام کو نقصان پہنچانے کے لیے بھی استعمال کیا گیا، جس کے نتیجہ میں آج تک ہمارے ملک میں سیاسی وملکی استحکام پیدا نہ ہوسکا، اور عام طور پر سیاسی جماعتیں اپنی آئینی مدت پوری کرنے سے قاصر رہیں۔

دوسری طرف عوام کو بھی حقائق سے بے خبر یا دور رکھ کر ان میں صحیح سیاسی شعور پیدا ہونے کے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی رہیں، بلکہ عوام کے سامنے حقائق کو مسخ کر کے پیش کرنے کی کوششیں کی جاتی رہیں۔

اور جب سے ہمارے یہاں مادر پدر آزاد میڈیا نے جنم لیا، اس وقت سے حقائق کو نہایت بے دردی کے ساتھ مسخ کرنے اور عوام میں سیاسی و معاشرتی شعور کو ذبح کرنے کا سلسلہ زیادہ ترقی پکڑ گیا۔

ہمارے یہاں کے آزاد میڈیا پر جس طرح مادر پدر آزاد اظہارِ رائے کو ہوا دی جاتی ہے، اس نے اخلاقیات اور غیرت سوزی کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں، گھنٹوں گھنٹوں میڈیا کے ذریعہ ایسے لوگوں کی گفتگو نشر کی جاتی ہے کہ جن میں حیا و غیرت نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی، اور جب اس طرح کے پروگراموں یا ان میں غیر اخلاقی گفتگو کرنے والی شخصیات پر تنقید کی جاتی ہے، تو اسے میڈیا کی آزادی میں رکاوٹ ڈالنا قرار دیا جاتا ہے، اور اس پر طرح طرح کے احتجاج کیے جاتے ہیں، اور بالآخر کسی بھی طرح دباؤ ڈال کر مادر پدر غیر اخلاقی آزادی کو سندِ جواز اور سندِ اجازت حاصل کیے بغیر سکون سے نہیں بیٹھا جاتا۔

اس طرح ہماری قوم پچاس سال سے زائد عرصہ سے ملکی سیاسی استحکام اور ملکی تعمیر و ترقی کے راستوں سے بھٹکتی رہی، اور دشمن طاقتیں و قوتیں اپنے مقاصد حاصل کرنے اور ملک کی تعمیر و ترقی کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کے مقاصد کو حاصل کرتی رہیں، اور ہم آج تک ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے سیاسی و غیر سیاسی اور عوامی سطح پر مطلوبہ اتحاد و اتفاق قائم نہ کر سکے۔

ایسے حالات میں جب ہمارے یہاں کے سیاسی و غیر سیاسی ادارے، جماعتیں اور افراد ایک دوسرے کے دست و گریباں ہوں، ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے کیسے سوچا جا سکتا ہے، اور کس طرح صحیح سیاسی شعور پیدا کیا جا سکتا ہے؟

گزشتہ کچھ سالوں سے ملک میں سیاسی استحکام کی کرن نظر آنا شروع ہوئی تھی، لیکن ''پرانے شکاری نے نیا جال'' لگا کر پھر سیاسی استحکام کو نقصان پہنچانے کے لیے تانے بانے بننا شروع کر دیے ہیں۔

چنانچہ مختلف قسم کے مذہبی اور غیر مذہبی دھرنوں اور احتجاجوں کو سیاسی عدمِ استحکام پیدا کرنے کے

لیے پے در پے استعمال کیا جاتا رہا، جس کا سلسلہ ابھی تک موقوف ہوتا ہوا نظر نہیں آ رہا۔
اور اب اس بات کی پوری قوت وطاقت کے ساتھ کوشش وجد وجہد جاری ہے کہ کسی طرح موجودہ حکومت بھی اپنی آئینی مدت پوری نہ کرسکے، یا کم از کم آئندہ انتخابات سے پہلے ایسے حالات پیدا کردیے جائیں، اور عوام کے ذہنوں میں ایسا انتشار اور خلفشار پیدا کردیا جائے کہ وہ یکسو ہوکر آئندہ انتخاب کے لیے کسی سیاسی مستحکم جماعت کا انتخاب نہ کرسکیں، اور غیر مستحکم اور کمزور ومخلوط یا مرضی کی حکومت منتخب ہونے کے بعد آئندہ اپنے اہداف ومقاصد کو بروئے کار لانے میں ان کو سہولت وآسانی پیدا رہے۔
حالانکہ دیانت دارانہ اور منصفانہ غور کرنے کے نتیجہ میں ایسی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ جس کی وجہ سے موجودہ حکومت کو اپنی آئینی مدت پوری کرنے سے روکا جائے، اگرچہ تاویلات کا راستہ بہت وسیع ہے، ان کے ذریعہ کسی بھی طرح سندِ جواز فراہم کرلی جاتی ہے۔
ان حالات میں ہمیں نہایت بیدار مغزی سے فیصلہ کرنے اور قدم آگے بڑھانے اور ملک دشمن سازشوں سے پوری طرح آگاہ رہنے کی ضرورت ہے، موجودہ حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں، کہ ملک کے تمام بڑے ادارے، جماعتیں اور افراد اپنی اپنی وسعت وقدرت کی حد تک ملک میں صحیح سیاسی شعور اور سیاسی استحکام پیدا کرنے میں مدد کریں، اور قیامِ پاکستان کے وقت سے آج تک جو اکھاڑ پچھاڑ کر کے ملک کے مستحکم اور مضبوط ہونے اور ملک کی تعمیر وترقی میں رکاوٹیں ڈالی جاتی رہی ہیں، ان سے اپنے آپ کو بچائیں، جس کے لیے قومی وملکی حمیت اور سچے جذبہ اور اخلاص اور اتفاق واتحاد کی ضرورت ہوگی، ورنہ ذاتی مفادات واغراض قدم قدم پر اس اہم عمل میں رکاوٹ پیدا کر کے ملکی تعمیر وترقی کی راہ میں حائل ہوتے رہیں گے۔
بدقسمتی سے ہمارے یہاں جو جماعتیں یا افراد ملک کی تعمیر وترقی سے زیادہ اپنی ذاتے مفادات کو ترجیح دیتے ہیں، وہ سیاسی وملکی استحکام کے لیے تیار وآمادہ نہیں ہوتے، بلکہ وہ ملک کی تعمیر وترقی پر اپنے ذاتی مفادات کو ترجیح دینے کے لیے کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔
اللہ تعالیٰ ان سے وطنِ عزیز کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

(سورہ بقرہ: قسط نمبر160، آیت نمبر249)   مفتی محمد رضوان

حضرت طالوت کی فوج کی آزمائش

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّىْ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهٖ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ٢٤٩)

ترجمہ: پھر جب نکلا طالوت لشکر کے ساتھ، کہا اس نے کہ بے شک اللہ آزمائش کرنے والا ہے، تمہاری ایک نہر سے، پس جس نے پی لیا اس سے تو نہیں ہے وہ مجھ سے، اور جس نے نہیں کھایا اس سے تو بے شک وہ مجھ سے ہے، مگر یہ کہ جو ایک چلّو بھر لے اپنے ہاتھ سے، پھر انہوں نے پی لیا اس سے سوائے تھوڑوں کے، ان میں سے، پس جب عبور کیا اس کو اس (طالوت) نے اور ان لوگوں نے جو ایمان لائے اس کے ساتھ، کہا انہوں نے کہ نہیں ہے طاقت ہمارے لیے آج جالوت اور اس کے لشکر کے ساتھ، کہا ان لوگوں نے جو یقین رکھتے تھے اس کا کہ بلاشبہ وہ ملاقات کرنے والے ہیں اللہ سے کہ کتنی قلیل جماعتیں غالب آ گئیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے، اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

جب بنی اسرائیل کے نبی نے طالوت کو جہاد وقتال کا امیرِ لشکر مقرر کر دیا، اور طالوت اپنے لشکر کے ساتھ جہاد وقتال کے لیے نکلا، تو لشکر کے لوگوں اور فوجیوں کی اللہ کی طرف سے آزمائش کا اس

طرح انتظام کیا گیا کہ انہوں نے ایک نہر سے گزرنا تھا، انہیں یہ حکم دیا گیا کہ نہر سے گزرتے وقت کوئی اس میں سے پانی نہ پیے، ورنہ وہ طالوت کے اصل فوجیوں اور لشکر سے تعلق رکھنے والا شمار نہیں ہوگا، اور جو اس نہر سے پانی نہیں پیے گا، وہ طالوت کے اصل فوجیوں اور لشکر سے تعلق رکھنے والا شمار ہوگا، البتہ ایک چلّو بھر کر پینے کی اجازت ہوگی۔

پھر جب طالوت اور اس کا لشکر اس نہر پر پہنچا، تو لشکر کے اکثر لوگوں نے اس نہر سے پانی پی لیا، اور تھوڑے لوگ ہی ایسے باقی رہے، جنہوں نے اس سے پانی نہیں پیا، اگر پیا بھی، تو ایک چلّو بھر پیا۔

پھر جب طالوت اور اس پر ایمان لانے والوں نے، جنہوں نے پانی نہیں پیا تھا، اس نہر کو عبور کرلیا، تو لشکر کے ان لوگوں نے کہا جو نہر کا پانی پی چکے تھے کہ آج ہمارے اندر اتنی طاقت نہیں ہے کہ جو ہم اپنے مدّ مقابل جالوت اور اس کے لشکر کا مقابلہ کرسکیں، اور وہ نہر عبور کرنے سے بھی قاصر رہے۔

لیکن جن لوگوں کو اللہ سے ملاقات کا ایمان ویقین تھا، اور انہوں نے نہر سے پانی نہیں پیا تھا، اور وہ نہر عبور کر چکے تھے، انہوں نے کہا کہ اگر لشکر کے اکثر لوگ ہمارے ساتھ نہیں، تو گھبرانے والی کوئی بات نہیں، بہت سی چھوٹی اور تھوڑے لوگوں کی جماعتیں بہت بڑی جماعتوں پر اللہ کی مدد ونصرت سے غالب آ چکی ہیں، اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت سے مواقع پر اپنی مددِ خاص سے، تعداد تھوڑی ہونے کے باوجود فتح عطا فرمائی۔

چنانچہ بدر کے موقع پر مسلمان بہت تھوڑی تعداد میں تھے، اور کفار ومشرکین کی تعداد بہت زیادہ تھی، اللہ نے مسلمانوں کی صبر واستقامت کی برکت سے مدد فرمائی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ ۱۲۳)

ترجمہ: اور یقیناً بلا شبہ مدد فرمائی تمہاری اللہ نے بدر میں، حالانکہ تم کمزور تھے، پس تم اللہ سے ڈرو، تاکہ تم شکر کرو (سورہ آل عمران)

www.idaraghufran.org

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا: أَنَّهُمْ كَانُوا عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوتَ، الَّذِينَ جَازُوا مَعَهُ النَّهَرَ، بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَ مِائَةٍ قَالَ الْبَرَاءُ: لَا وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَ مَعَهُ النَّهَرَ إِلَّا مُؤْمِنٌ (صحيح البخاری، رقم الحديث ٣٩٥٧)

ترجمہ: مجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بیان کیا کہ جنگ بدر میں حاضر ہونے والے ان اصحاب طالوت کے برابر تھے، جو نہر سے پار اتر گئے تھے اور وہ تین سو دس آدمیوں کے لگ بھگ تھے، حضرت براء کہتے ہیں اللہ کی قسم طالوت کے ساتھیوں میں وہی لوگ نہر پار کر سکے، جو مومن تھے (بخاری)

سورہ محمد میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ (سورة محمد، رقم الآية ٧)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم مدد کرو گے اللہ کی، مدد کرے گا وہ تمہاری، اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا (سورہ محمد)

اللہ کی مدد کرنے سے مراد، اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر چلنا ہے، جس میں صبر بھی داخل ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ الْأَصْحَابِ أَرْبَعَةٌ، وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُمِائَةٍ، وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ، وَمَا هُزِمَ قَوْمٌ بَلَغُوا اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ إِذَا صَدَقُوا وَصَبَرُوا (مسند أبي يعلى، رقم الحديث ٢٧١٤)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر ساتھی چار افراد پر مشتمل ہوتے ہیں، اور سب سے بہتر سریہ (یعنی چھوٹا لشکر) چار سو افراد پر مشتمل ہوتا ہے، اور سب سے بہتر لشکر چار ہزار افراد پر مشتمل ہوتا ہے، اور جن (مومن) لوگوں کی تعداد بارہ

ہزار افراد پر مشتمل ہو، وہ تعداد کم ہونے کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوسکتے، جب کہ وہ سچے ہوں اور صبر کریں (ابو یعلیٰ)

مطلب یہ ہے کہ جب کسی کام یا سفر میں تین سے زیادہ مخلص افراد ہوں، تو وہ بہترین رفیق ہوتے ہیں، اور جب مسلمانوں کا لشکر بارہ ہزار افراد پر مشتمل ہو، تو وہ تعداد کم ہونے کی وجہ سے دشمنوں سے مغلوب نہیں ہوسکتا، اگرچہ دشمنوں کی تعداد کتنی زیادہ کیوں نہ ہو، البتہ اس کے لیے سچا اور مخلص ہونا اور صبر واستقامت پر قائم ہونا ضروری ہے، اگر صدق واخلاص نہ ہو، یا صبر کی کمی ہو، تو پھر اس طرح کی کمزوریوں کی وجہ سے مسلمان شکست کھا جائیں، تو الگ بات ہے، جیسا کہ آج کل بہت سے مسلمانوں کی یہی حالت ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا، فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزَعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا، وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ (سنن ابی داود، رقم الحدیث ۴۲۹۷، کتاب الملاحم، باب فی تداعی الأمم علی الإسلام)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے (قیامت سے پہلے وہ زمانہ آجائے) کہ جب تمام قومیں ایک دوسرے کو بلا کر تمہارے اوپر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی، جس طرح دسترخوان (اور کھانے) پر کھانے والے (بھوکے) لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں، کسی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہونے کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ تم اس وقت تعداد میں بہت ہوگے، البتہ تم سیلاب کے جھاگ کی طرح ناکارہ ہوگے، یقیناً اللہ تمہارے

دشمنوں کے سینوں سے تمہارا رعب اور دبدبہ نکال دے گا اور تمہارے دِلوں میں ’’بزدلی‘‘ ڈال دے گا، کسی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بُزدلی کیوں ڈالی جائے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت کی وجہ سے (ابوداؤد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا نزَلَتْ :(إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ) شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، حِينَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ أَنْ لاَ يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ، فَجَاءَ التَّخْفِيفُ "، فَقَالَ :(الآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضُعْفًا، فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ) قَالَ :فَلَمَّا خَفَّفَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خُفِّفَ عَنْهُمْ (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۴۶۵۳)

ترجمہ: جس وقت اللہ تعالیٰ نے (سورہ انفال کی) یہ آیت نازل فرمائی کہ:

إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ

’’یعنی اگر تم میں بیس آدمی صبر کرنے والے ہوں گے، تو وہ دوسو (کافروں) پر غالب آ جائیں گے‘‘

تو مسلمانوں پر یہ بات بہت بھاری ہوئی کہ ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلہ سے پیچھے نہ ہٹے، پھر اللہ نے اس حکم میں آسانی فرمائی اور (سورہ انفال کی) یہ آیت نازل فرمائی کہ:

اَلْـئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا، فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْن۔

’’یعنی اب اللہ نے آسانی کردی ہے، اور جان لیا کہ تم میں ضعف ہے، تو اب اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں گے، تو وہ دوسو پر غالب آ جائیں گے‘‘

www.idaraghufran.org

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اللہ نے ان کی تعداد میں تخفیف فرمائی، تو صبر میں بھی اتنی ہی کمی آ گئی، جتنی تعداد میں تخفیف پیدا ہوئی (بخاری)

معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں جتنا صبر زیادہ ہوگا، اتنی ہی قوت زیادہ ہوگی، اور تھوڑی تعداد زیادہ پر غالب رہے گی، اور جس قدر صبر میں کمی آئے گی، اس کی جگہ اتنی ہی تعداد بڑھانے کی ضرورت پیش آئے گی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَاعْلَمْ أَنَّ فِي الصَّبْرِ عَلَى مَا تَكْرَهُ خَيْرًا كَثِيرًا، وَأَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (مسند حمد، رقم الحديث ٢٨٠٣)

ترجمہ: اور یہ بات جان لیجئے کہ ناپسندیدہ چیز پر صبر کرنے میں بہت زیادہ خیر ہوتی ہے، اور مدد، صبر کے ساتھ ہوتی ہے، اور فراخی تنگی کے ساتھ ہوتی ہے، اور تنگی کے ساتھ آسانی ہوتی ہے (مسند احمد)

Awami Poultry

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

جلد3

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر

(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِفِیْ حَالَۃِ الْحَضْرِوَالْمِصْرِ

(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر

(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم

(5)...محرَم کے بغیر سفر کا حکم

مصنّف

مفتی محمد رضوان

حُسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی

(Beauty of Civilization and Manners of Life)

اچھی معاشرت اور طرزِ زندگی گزارنے، رہنے سہنے، ایک دوسرے سے ملنے جلنے لین ودین کرنے، تہذیب وشرافت والی زندگی بسر کرنے کے مختصر، جامع اور سہل آداب واحکام اور زندگی میں کام آنے والی مفید باتوں اور آدابِ زندگی کا مجموعہ

مصنّف

مفتی محمد رضوان

صدقہ کے فضائل اور بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرَتَّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد

صدقہ کی حقیقت ومفہوم اور اس کی مختلف صورتیں

شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط

صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات

بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ کرنے کی نیت کر لینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم

عبادتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط

مصنّف

مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ

رِشتہ داروں سے متعلق فضائل واحکام

نسب، خاندان، برادری اور قبیلہ وغیرہ کی حقیقت اور اس کا درجہ ومرتبہ

رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے فضائل وفوائد اور قطع رحمی کے قبائح ونقصانات

صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کی وعید، صلہ رحمی اور قطع رحمی کی حقیقت اور صورتیں،

والدین سے صلہ رحمی، بہن بھائیوں، اولاد، زوجین اور دیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی

صلہ رحمی کے طریقے اور صلہ رحمی وحسنِ سلوک سے متعلق احکام وآداب

اور مختلف قسم کے رشتہ داروں کے بارے میں احکام

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

بحالتِ ایمان فوت ہونے پر شفاعتِ نبی کا حصول (قسط1)

کئی احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جس بندہ کا خاتمہ توحید وایمان پر ہوگیا، وہ آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ ہوگا۔

آخرت میں مومن وموحد کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہونا برحق ہے، جس پر اہلُ السنۃ والجماعۃ کا اتفاق ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت چونکہ آپ کے ہر موحد ومومن امتی کو حاصل ہوگی، خواہ وہ کتنے بڑے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو، اور اس طرح کی شفاعت کا حق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہ ہوگا۔

اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شفاعت کو ''شفاعتِ کبریٰ'' کہا جاتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس منصب ومقام کو ''مقامِ محمود'' بھی کہا جاتا ہے۔

آخرت میں شفاعت سے صرف وہی لوگ مستفید ہوسکیں گے، جو مومن ومُوَحِّد ہوں گے۔

چنانچہ سورہ مدثر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ .حَتّٰى أَتَانَا الْيَقِينُ .فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ(سورة المدثر، رقم الآيات ٤٦ الىٰ ٤٨)

ترجمہ: اور تھے ہم جھٹلاتے بدلے کے دن کو۔ یہاں تک کہ آ گیا ہمارے پاس یقین۔ پس نہیں نفع پہنچائے گی ان کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت (سورہ مدثر)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آخرت میں کفار کو کسی کی شفاعت فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔

آگے مختلف احادیث کی روشنی میں شفاعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

Idara Ghufran

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا (مسلم، رقم الحديث ٣٣٨"١٩٩)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی ایک دعاء ایسی ہوتی ہے جو (بہرحال) قبول کی جاتی ہے، چنانچہ ہر نبی نے اپنی دعاء کے بارہ میں جلدی کی،اور میں نے اپنی دعاء کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے طور پر مؤخر کردیا،اوروہ شفاعت ان شاءاللہ میری امت میں سے ہراس شخص کوحاصل ہوگی کہ جواس حال میں مراہوکہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کوشریک نہ کیا ہو(مسلم)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہراس شخص کو حاصل ہوگی، جوشرک سے بری ہوکر یعنی توحید وایمان کی حالت میں فوت ہوا ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةً قَدْ دَعَا بِهَا، فَاسْتُجِيبَ لَهُ، وَإِنِّي اسْتَخْبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(مسند احمد، رقم الحديث ١٢٣٧٦)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی ایک دعاء ایسی ہوتی ہے، جووہ کرتا ہے، وہ (ضرور) قبول کی جاتی ہے،اور میں نے اپنی اس دعاء کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھا ہے(مسنداحمد)

مذکورہ حدیث میں بھی اسی شفاعت کی دعاء قبول ہونے کا ذکر ہے، جوشرک سے بری ہوکراور توحیدو ایمان کی حالت میں فوت ہونے والے بندہ کو حاصل ہوگی۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –: " أَتَدْرُونَ مَا خَيَّرَنِي رَبِّي

اللَّيْلَةَ؟ "قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: " فَإِنَّهُ خَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ "فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ "قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنَا مِنْ أَهْلِهَا، قَالَ: " هِيَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (سنن ابنِ ماجهِ رقم الحديث ۴۳۱۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میرے رب نے آج کی رات مجھ کو کون سی دو باتوں میں اختیار دیا؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ کو اختیار دیا کہ یا تو میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے، یا مجھے اپنی امت کے لیے شفاعت کا حق دیا جائے، تو میں نے (اپنی امت کے لیے) شفاعت کا حق حاصل ہونے کو اختیار کرلیا، ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اللہ سے یہ دعاء فرما دیجئے کہ وہ ہمیں بھی آپ کی شفاعت کا اہل (و مستحق) بنا دے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت ہر مسلم کے لیے ہے (ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہر مسلم کو حاصل ہوگی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعاء، اللہ نے قبول فرمالی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْرُسُهُ أَصْحَابُهُ، فَقُمْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَلَمْ أَرَهُ فِي مَنَامِهِ، فَأَخَذَنِي مَا قَدُمَ وَمَا حَدَثَ، فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ، فَإِذَا أَنَا بِمُعَاذٍ قَدْ لَقِيَ الَّذِي لَقِيتُ فَسَمِعْنَا صَوْتًا مِثْلَ هَزِيزِ الرَّحَا فَوَقَفَا عَلَى مَكَانِهِمَا، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الصَّوْتِ فَقَالَ: " هَلْ تَدْرُونَ أَيْنَ كُنْتُ؟ وَفِيمَ كُنْتُ؟ "أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ، وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ ."فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَجْعَلَنَا فِي

شَفَاعَتِکَ .فَقَالَ: " أَنْتُمْ وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا فِي شَفَاعَتِي

(مسند احمد، رقم الحديث ١٩٦١٨)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی (یعنی چوکیداری) کرتے تھے، ایک مرتبہ میں رات کو اٹھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خواب گاہ (وآرام گاہ) میں نہ پایا، مجھے طرح طرح کے خدشات اور وساوس پیش آنے لگے، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا، تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی، ان کی بھی وہی کیفیت تھی، جو میری تھی، اسی دوران ہم نے ایسی آواز سنی جو چکی کے چلنے سے پیدا ہوتی ہے اور ہم اپنی جگہ اس آواز کی طرف رک کر کھڑے ہوگئے، تو ہم نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے تھے، قریب آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں کہاں تھا اور میں کس حال میں تھا؟ میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا تھا اور اس نے مجھے ان دو میں سے کسی ایک بات کا اختیار دیا کہ یا تو میری آدھی امت جنت میں داخل ہوجائے یا مجھے شفاعت کا اختیار مل جائے تو میں نے شفاعت والے پہلو کو ترجیح دے لی، ان (یعنی حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ) دونوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعاء کر دیجئے کہ وہ آپ کی شفاعت میں ہمیں بھی شامل کر دے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی اور ہر وہ شخص بھی جو اس حال میں فوت ہو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، وہ میری شفاعت میں شامل ہے (مسند احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي :بُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمَ، وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، فَيُرْعَبُ الْعَدُوُّ مِنْ مَسِيرَةِ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَقِيلَ لِي :سَلْ تُعْطَهْ، وَاخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي

Idara Ghufran

شَفَاعَةً لِأُمَّتِی فِی الْقِیَامَةِ، وَهِیَ نَائِلَةٌ -إِنْ شَاءَ اللَّهُ -لِمَنْ لَمْ یُشْرِکْ بِاللَّهِ شَیْئًا (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۶۴۶۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں، ایک تو مجھے کالے گورے سب (طرح کے) لوگوں کی طرف (نبی ہونے کی حیثیت سے) مبعوث کیا گیا، دوسرے میرے (اور میری امت کے) لئے غنیمت کے مالوں کو حلال کردیا گیا، جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا تھا، تیسرے میری ایک مہینہ کی مسافت کے فاصلہ سے رعب (ودبدبہ) کے ساتھ مدد کی گئی، چوتھے میرے لئے زمین کو مسجد (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ) اور پاکی (یعنی تیمّم) کا ذریعہ بنادیا گیا، پانچویں مجھے کہا گیا کہ سوال کرو، تمہیں عطاء کیا جائے گا، میں نے اپنی دعاء کو قیامت کے دن اپنے امت کی شفاعت کے لیے مؤخر کردیا، اوروہ ان شاء اللہ ہر اس شخص کو حاصل ہوگی، جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا ہوگا (ابنِ حبان)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوكَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّي، فَاجْتَمَعَ وَرَائَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَحْرُسُونَهُ، حَتَّى إِذَا صَلَّى وَانْصَرَفَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ لَهُمْ: " لَقَدْ أُعْطِيتُ اللَّيْلَةَ خَمْسًا، مَا أُعْطِيَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: أَمَّا أَنَا فَأُرْسِلْتُ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ عَامَّةً، وَكَانَ مَنْ قَبْلِي إِنَّمَا يُرْسَلُ إِلَى قَوْمِهِ، وَنُصِرْتُ عَلَى الْعَدُوِّ بِالرُّعْبِ، وَلَوْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ مَسِيرَةُ شَهْرٍ لَمُلِءَ مِنْهُ رُعْبًا، وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ آكُلُهَا، وَكَانَ مَنْ قَبْلِي يُعَظِّمُونَ أَكْلَهَا، كَانُوا يُحْرِقُونَهَا، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسَاجِدَ وَطَهُورًا، أَيْنَمَا أَدْرَكَتْنِي الصَّلَاةُ تَمَسَّحْتُ وَصَلَّيْتُ، وَكَانَ مَنْ قَبْلِي يُعَظِّمُونَ ذَلِكَ، إِنَّمَا كَانُوا يُصَلُّونَ فِي كَنَائِسِهِمْ وَبِيَعِهِمْ، وَالْخَامِسَةُ هِيَ مَا هِيَ،

www.idaraghufran.org

قِيلَ لِي: سَلْ فَإِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ قَدْ سَأَلَ، فَأَخَّرْتُ مَسْأَلَتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ لَكُمْ وَلِمَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ "(مسند احمد، رقم الحديث ٧٠٦٨)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، غزوۂ تبوک کے سال میں رات کو نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے، تو آپ کے صحابۂ کرام میں سے بعض حضرات آپ کا پہرہ دینے لگے، یہاں تک کہ جب نماز پڑھ چکے، اور ان کی طرف لوٹ کر آئے، تو ان سے فرمایا کہ مجھے رات پانچ چیزیں ایسی عطاء کی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو عطاء نہیں کی گئیں، ایک تو یہ کہ مجھے تمام انسانوں کی طرف عمومی انداز میں رسول بنا کر بھیجا گیا، اور مجھ سے پہلے صرف اپنی قوم کی طرف ہی رسول کو بھیجا جاتا تھا، دوسرے یہ کہ مجھے دشمن پر رعب کی نعمت عطاء کی گئی، اگر میرے اور دشمنوں کے درمیان ایک مہینہ کا فاصلہ بھی ہو، تو وہ فاصلہ میرے رعب سے پُر ہو جائے گا، تیسرے میرے لیے مالِ غنیمت کے کھانے (اور استعمال کرنے) کو حلال کر دیا گا، اور میرے سے پہلے مالِ غنیمت کا کھانا (اور استعمال کرنا) حلال نہیں تھا، وہ اس کو جلا دیا کرتے تھے، چوتھے میرے لیے زمین کو نماز گاہ اور پاکی کا ذریعہ بنا دیا گیا، جہاں بھی مجھے نماز کا وقت آئے، تو میں (اگر پانی میسر نہ ہو، تو) تیمّم کر کے نماز پڑھ لوں، اور میرے سے پہلے لوگوں کے لیے یہ چیز جائز نہیں تھی، وہ صرف اپنے کنیسوں اور گرجوں (یعنی عبادت خانوں) میں نماز پڑھا کرتے تھے، پانچویں وہ تو عظیم نعمت ہے، مجھ سے (رب تعالیٰ کی طرف سے) فرمایا گیا کہ آپ دعاء کیجیے، ہر نبی نے اللہ سے (مخصوص) دعاء کی (جو یقینی طور پر قبول کی گئی) پس میں نے اپنی (مخصوص) دعاء کو قیامت کے دن تک مؤخر کر دیا (جو کہ شفاعت کی شکل میں ہے) پس وہ تمہیں حاصل ہوگی، اور اس شخص کو جس نے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' کی گواہی دی (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ ہر نبی کی ایک دعاء یقینی طور پر قبول کی جاتی ہے، یا نبی کی ایک دعاء اس کی امت کے لیے ضرور قبول کی جاتی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعاء کو اپنی امت پر کمالِ شفقت کی وجہ

سے آخرت میں شفاعت کے لیے مختص کردیا، جس کو اللہ نے قبول فرمالیا۔

مذکورہ احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ آخرت میں ہر وہ بندہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق ہوگا، جو شرک سے برئ ہوکر یعنی توحید کی حالت میں فوت ہوا۔

مذکورہ احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صحابۂ کرام کے پہرہ دینے اور چوکیداری کرنے کا ذکر ہے، یہ اس وقت کی بات ہے، جب تک اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا حکم نازل نہیں فرمایا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ القِيَامَةِ؟ فَقَالَ: " لَقَدْ ظَنَنْتُ، يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنْ لاَ يَسْأَلُنِي عَنْ هَذَا الحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ القِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ " (بخاری، رقم الحديث ٦٥٧٠)

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت مند قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا کون شخص ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ! میرا گمان یہی تھا کہ اس حدیث کے بارے میں آپ سے پہلے مجھ سے کوئی سوال نہیں کرے گا، کیونکہ میں نے آپ کو حدیث پر بہت حریص دیکھا ہے، قیامت کے دن میری شفاعت کا لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت کا مستحق وہ ہوگا، جس نے اپنے دل کے اخلاص کے ساتھ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہا ہو (بخاری)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں درج ذیل الفاظ مروی ہیں کہ:

أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَاذَا رَدَّ إِلَيْكَ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ فِي الشَّفَاعَةِ؟ قَالَ: " لَقَدْ ظَنَنْتُ لَتَكُونَنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَنِي عَنْهَا مِمَّا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْعِلْمِ، شَفَاعَتِي لِمَنْ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصًا، يُصَدِّقُ قَلْبُهُ

www.idaraghufran.org

لِسَانَهُ، وَلِسَانُهُ قَلْبَهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۰۷۱۳)

ترجمہ: میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ شفاعت کے متعلق آپ کے رب نے آپ کو کیا جواب دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہی گمان تھا کہ اس چیز کے متعلق میری امت میں سب سے پہلے تم ہی سوال کروگے، کیونکہ میں علم کے بارے میں تمہاری حرص دیکھ رہا ہوں، یاد رکھو کہ میری شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہوگی جو خلوصِ دل کے ساتھ ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی دیتا ہو، اس کا دل اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہو اور اس کی زبان اس کے دل کی تصدیق کرتی ہو (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے اخلاص کے ساتھ توحید کا عقیدہ رکھا ہو، اور زبان سے اس طرح کی تصدیق کی ہو کہ دل میں بھی اس کا عقیدہ ہو، منافق کی طرح ظاہر میں زبان سے اظہار نہ کیا ہو، تو وہ آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق ہوگا۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخرت میں شفاعت حاصل ہونے کے درجات مختلف ہیں، کسی کو اول وہلہ میں تکلیف اٹھائے بغیر شفاعت حاصل ہوگی، اور کسی کو بعد میں تکالیف اٹھانے کے بعد، اور یہ حسبِ اخلاص اور حسبِ اعمال ہوگی، جس کے ایمان میں زیادہ اخلاص ہوگا، اس کو پہلے حاصل ہوگی، اور وہی زیادہ سعادت مند ہوگا۔

گناہ گار بندوں کو شفاعت کا حصول

مذکورہ احادیث میں ہر موحد کے لیے شفاعتِ نبی کے حصول کا ذکر ہے، جس میں گناہ گار موحد اور مومن بندے بھی شامل ہیں، وہ بھی اس شفاعت کے مستحق اور حق دار ہوں گے، البتہ مختلف لوگوں کو شفاعت آگے پیچھے مختلف اوقات میں حاصل ہوگی۔

بعض احادیث میں گناہ گار بندوں کی صراحت اور وضاحت بھی آئی ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن النبی –صلی الله علیه وسلم–، قال: " شَفاعتی لأهْلِ الکبائِرِ من أُمَّتی (سنن ابی داؤد،رقم الحدیث ۴۷۳۹،باب فی الشفاعة)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والے لوگوں کو بھی حاصل ہوگی (ابوداود)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – يَقُولُ: " إِنَّ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي (سنن ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۴۳۱۰)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والے لوگوں کو بھی حاصل ہوگی (ابن ماجہ)

مذکورہ احادیث کا یہ مطلب نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے سارے گناہ گار مومن بندوں کو ان کے گناہوں پر عذاب نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ گار لوگ اپنی سزا پا کر ہی شفاعت کی برکت سے جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے، البتہ اللہ کی مشیئت سے بعض کا عذاب پائے بغیر بھی جنت میں داخل ہونا ممکن ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن النبیَّ– صلی الله علیه وسلم – قال: " یَخرُجُ قَومٌ من النّارِ بشَفاعةِ مُحمَّدٍ، فیدخُلون الجنة، ویُسمَّونَ الجَهَنَّمِیِّین (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۴۷۴۰)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محمد کی شفاعت کی برکت سے آگ میں سے کچھ لوگوں کو نکالا جائے گا، پھر جنت میں داخل کیا جائے گا، اوران کا نام ’’جھنمیین‘‘ ہوگا (ابوداود)

’’جھنمیین‘‘ سے مراد جہنم والے ہیں، وہ چونکہ ایک طویل مدت تک عذاب کی وجہ سے جہنم میں

رہیں گے، یہاں تک کہ وہ جہنم سے نجات پانے سے مایوس ہوجائیں گے، اس لیے ان کا نام ’’جھنمیین‘‘ ہوگا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرت میں عظیم شفاعت حاصل ہونے کا کئی احادیث میں ذکر آیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:أَنَا سَیِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ، وَلِوَاءُ الْحَمْدِ بِیَدِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ (سنن ابن ماجه،رقم الحديث ۴۳۰۸، ابواب الزهد، باب ذكر الشفاعة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم کی سب اولاد کا سردار ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر (وغرور) نہیں ہے، اور قیامت کے دن زمین سب سے پہلے میرے لئے شق ہوگی (اور میں قبر سے باہر نکلوں گا) اور اس پر مجھے فخر (وغرور) نہیں، اور میں سب سے پہلے (اللہ کے حضور بندوں کی) شفاعت کروں گا اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی، اور اس پر مجھے کوئی فخر (وغرور) نہیں ہے، اور قیامت کے دن (سب سے عظیم اور قابلِ تعریف) حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا، اور مجھے اس پر کوئی فخر (وغرور) نہیں (ابنِ ماجہ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:إِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ، کُنْتُ إِمَامَ النَّاسِ، وَخَطِیْبَہُمْ، وَصَاحِبَ شَفَاعَتِہِمْ، وَلَا فَخْرَ (مسند أحمد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا امام (یعنی رہبر وپیشوا) اور خطیب (یعنی متکلم) اور صاحبِ شفاعت ہوں گا اور اس پر مجھے کوئی فخر (وغرور) نہیں (مسند احمد)

www.idaraghufran.org

اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ، غَيْرَ فَخْرٍ (سنن ابنِ ماجه)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا، تو میں نبیوں کا امام (یعنی رہبر، پیشوا) اور ان کا خطیب (و متکلم) اور ان کی طرف سے شفاعت کرنے والا ہوں گا، اور اس پر مجھے کوئی فخر (وغرور) نہیں (ابنِ ماجہ)

خطیب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن دوسرے نبیوں کے پیشوا اور ان کی طرف سے اللہ کے حضور کلام اور شفاعت کرنے والے ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ، وَمُشَفَّعٍ، بِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ، تَحْتِيْ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهُ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ٦٤٧٨)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا قیامت کے دن، اور مجھے اس پر کوئی فخر (وغرور) نہیں، اور میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں گا، جس کے لئے زمین کو شق کیا جائے گا، اور میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا، اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی، میرے ہاتھ میں (سب سے عظیم اور قابلِ تعریف) حمد کا جھنڈا ہوگا، میرے نیچے آدم ہوں گے، پھر وہ (لوگ ہوں گے) جو اُن سے نیچے ہوں گے (ابنِ حبان)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ آخرت میں سب سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا حق دیا جائے گا، اور سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول کی جائے گی، اس کے بعد دوسرے نبیوں اور نیک لوگوں کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

مفتی محمد رضوان

مقالات ومضامین

شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط7)

نماز میں ’’سکتہ اور آمین‘‘ کے متعلق شاہ صاحب کا موقف

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ ’’حجۃ اللہ البالغۃ‘‘ میں امام کو نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد سکتہ کرنے اور ’’آمین‘‘ کہنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

أقول: الحديث الذى رواه أصحاب السنن ليس بصريح فى الإسكاتة التى يفعلها الإمام لقرائة المأمومين، فإن الظاهر أنها للتلفظ بآمين عند من يسر بها، أو سكتة لطيفة تميز بين الفاتحة و آمين لئلا يشتبه غير القرآن بالقرآن، عند من يجهر بها أو سكتة لطيفة ليرد إلى القارء نفسه وعلى التنزل فاستغراب القرن الأول إياها يدل على أنها ليست سنة مستقرة ولا مما عمل به الجمهور (حجة الله البالغة، ج ٢ ص ١٥ ،باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبعدها، أذكار الصلاة وهيأتها المندوب إليها)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ جس حدیث کو اصحابِ سنن نے روایت کیا ہے، وہ اس بارے میں صریح نہیں ہے کہ امام (سورہ فاتحہ کے بعد) جو سکتہ کرتا ہے، وہ مقتدی کی قرائت کے لیے کرتا ہے، کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ ’’آمین‘‘ کہنے کے لیے ہوتا ہے، ان فقہاء کے نزدیک جو آمین آہستہ کہنے کے قائل ہیں، یا مختصر سکتہ سورہ فاتحہ اور آمین کے درمیان تمیز کرنے کے لیے ہوتا ہے، تاکہ غیرِ قرآن، قرآن کے ساتھ مشتبہ نہ ہوجائے، ان فقہاء کے نزدیک جو آمین جہراً کہنے کے قائل ہیں، یا وہ مختصر وقفہ اس لیے ہے، تاکہ امام تھوڑا سانس لے لے، اور علیٰ سبیل التنزل ہم کہتے ہیں کہ قرنِ اول کا اس کو نئی بات سمجھنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سنتِ مستقرہ نہیں ہے، اور نہ ان سنن میں سے ہے کہ

www.idaraghufran.org

جمہور نے اس پر عمل کیا ہو (حجۃ اللہ البالغۃ)

شافعیہ اور حنابلہ وغیرہ کے نزدیک جہری نمازوں میں امام کو سورہ فاتحہ کے بعد کچھ دیر کے لیے سکتہ اختیار کرنا سنت و مستحب ہے، تاکہ مقتدیوں کو سورہ فاتحہ کی قرائت کا موقع حاصل ہو، اور ان حضرات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سورہ فاتحہ کے بعد سکتہ کرنے کی حدیث کو، اسی مقصد پر مبنی قرار دیا ہے۔

اور حنفیہ وغیرہ کے نزدیک یہ سکتہ سنت و مستحب نہیں، بلکہ مکروہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اس سکتہ کو سنت قرار نہیں دیا، بالخصوص اس سکتہ کو مقتدی کے قرائت کرنے کی غرض پر مبنی ہونے کی تاویل سے اتفاق نہیں کیا، کیونکہ جب جہری نمازوں میں مقتدی کو قرائت کی ضرورت نہیں، پھر اس تکلف میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے، البتہ امام کو سورہ فاتحہ کے بعد آمین کے بقدر وقفہ میں حرج نہیں، اور مختصر سکتہ کا ایک مقصد بھی یہی ہے۔ [1]

جہاں تک نماز میں آمین کا تعلق ہے، تو فقہائے کرام کے نزدیک سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا سنت ہے، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

---

[1] قال الشافعية : ست سكتات لطيفة تسن فى الصلاة بقدر: (سبحان الله) إلا التى بين: آمين والسورة، فهى فى حق الإمام فى الجهرية بقدر قرائة المأموم الفاتحة .ويسن للإمام أن يشتغل فيها بقرائة أو دعاء سرا، والقرائة أولى، فمعنى السكوت فيها: عدم الجهر، وإلا فلا يطلب السكوت حقيقة فى الصلاة.
والسكتات الست: هى مابين التوجه والتعوذ، ومابين التحرم والتوجه، وبين التعوذ والبسملة، وبين الفاتحة وآمين، وبين آمين والسورة، وبين السورة وتكبيرة الركوع، أى ثلاثة قبل الفاتحة وثلاثة بعد الفاتحة .
والحكمة من السكتة الرابعة: أن يعلم المأموم أن لفظة (آمين) ليست من القرآن.
وقال الحنابلة : يستحب أن يسكت الإمام عقيب قرائة الفاتحة يستريح فيها، ويقرأ فيها من خلفه الفاتحة، كيلا ينازعوه فيها، كما يستحب السكوت عقب التكبير، وبعد الانتهاء من القرائة، وبعد الفاتحة قبل قوله: آمين.
ودليل مشروعية السكتات: حديث سمرة: أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يسكت سكتتين، إذا استفتح الصلاة، وإذا فرغ من القرائة كلها وفى رواية: سكتة إذا كبر، وسكتة إذا فرغ من قرائة: غير المغضوب عليهم ولا الضالين ففيه دليل على مشروعية سكتات ثلاث: بعد التكبير، وبعد الفاتحة، وبعد القرائة كلها.
وقال الحنفية والمالكية: السكتة مكروهة .إلا أن المالكية قالوا فى بحث وجوب الفاتحة على المشهور: يندب الفصل بسكوت، أو ذكر وهو أولى بين تكبيرة الإحرام والركوع، لئلا تلتبس تكبيرة الإحرام بتكبيرة الركوع، فإن لم يفصل وركع أجزأه (الفقه الاسلامى وادلته للزحيلى، ج٢، ص ٨٨٠ و ٨٨١، القسم الاول، الباب الثانى، الفصل السادس، المبحث الاول، بيان سنن الصلاة الداخلة فيها، السكتة اللطيفة)

www.idaraghufran.org

اسی طرح اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ سری نمازوں میں منفرد اور امام و مقتدیوں سب کو سراً آمین کہنا سنت ہے۔

اور جہاں تک جہری نمازوں میں سراً یا جہراً آمین کہنے کا تعلق ہے، تو اس میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

حنفیہ کے نزدیک اور بعض مالکیہ اور امام طبری کے نزدیک منفرد اور امام و مقتدی سب کو آمین سراً کہنا مستحب ہے، اور صحابۂ کرام کی ایک جماعت سے بھی آمین کا سراً کہنا مروی ہے۔

اور اکثر مالکیہ کے نزدیک منفرد اور مقتدی کے حق میں آہستہ آمین کہنا مستحب ہے، البتہ ان کے مشہور مذہب کے مطابق امام کو آمین سرے سے کہنے کی ضرورت نہیں۔

اور حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک امام اور مقتدی دونوں کے حق میں آمین جہراً کہنا مستحب ہے۔

اور مالکیہ میں سے ابنِ عربی وغیرہ کے نزدیک جہراً یا سراً دونوں طرح سے کہنے کا اختیار ہے۔ [1]

---

[1] لا خلاف بين المذاهب الأربعة فى أن الصلاة إن كانت سرية فالإسرار بالتأمين سنة فى حق الإمام والمأموم والمنفرد.

وأما إن كانت جهرية فقد اختلفوا فى الإسرار به وعدمه على ثلاثة مذاهب:

الأول :ندب الإسرار، وإليه ذهب الحنفية والمالكية، وهو مقابل الأظهر عند الشافعية، إلا أن المالكية استحبوه بالنسبة للمأموم والمنفرد فقط، والحنفية ومعهم ابن الحاجب وابن عرفة من المالكية استحبوه للجميع؛ لأنه دعاء والأصل فيه الإخفاء .لقوله سبحانه :(ادعوا ربكم تضرعا وخفية) ولقول ابن مسعود رضى الله عنه :أربع يخفيهن الإمام، وذكر منها آمين .

ومقابل الأظهر عند الشافعية تخصيص الإسرار بالمأموم فقط إن أمن الإمام، كسائر الأذكار، وقيل :يسر فى هذه الحالة إن قل الجمع .

الثانى :ندب الجهر .وهو مذهب الشافعية والحنابلة، إلا أن الحنابلة عمموا الندب فى كل مصل.

ووافقهم الشافعية اتفاقا بالنسبة للإمام والمنفرد .وأما فى المأموم فقد وافقوهم أيضا بشرط عدم تأمين الإمام .فإن أمن فالأظهر ندب الجهر كذلك .وقيل :إنما يجهر فى حالة تأمين الإمام بشرط كثرة الجمع. فإن لم يكثر فلا يندب الجهر.

واستدل القائلون بندب الجهر بأنه صلى الله عليه وسلم قال " :آمين "ورفع بها صوته .

الثالث :التخيير بين الجهر والإسرار، وبه قال ابن بكير وابن العربى من المالكية، غير أن ابن بكير خصه بالإمام فقط، وخير ابن العربى الجميع، وصحح فى كتابه "أحكام القرآن "الجهر.

ولو أسر به الإمام جهر به المأموم عند الشافعية والحنابلة؛ لأن جهر المأموم بالتأمين سنة، فلا يسقط بترك الإمام له، ولأنه ربما نسيه الإمام، فيجهر به المأموم ليذكره(الموسوعة الفقهية الكويتية،ج ١، ص ١١٣ ،مادہ،آمین)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اس باب میں روایات مختلف آئی ہیں۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ نماز میں امام یا مقتدیوں کو آہستہ یا کچھ بلند آواز سے آمین کہنے کے مستحب واولیٰ ہونے نہ ہونے میں فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں، اور یہ اختلاف افضل وغیر افضل کا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ سلم اور آپ کے صحابۂ کرام سے اس سلسلہ میں دونوں طریقے مروی ہیں۔
یہ بھی ممکن ہے کہ حسبِ مصلحت کبھی جہراً اور کبھی سراً آمین کہی گئی ہو۔ واللہ اعلم۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لا خلاف بين الفقهاء فى أن الصلاة إن كانت سرية فالإسرار بالتأمين سنة فى حق الإمام والمأموم والمنفرد .
وأما إن كانت جهرية فقد اختلفوا فى الجهر والإسرار بالتأمين حسب الاتجاهات التالية:
ذهب الحنفية وابن حبيب من المالكية والطبرى إلى أنه يسن الإسرار بالتأمين للمنفرد والإمام والمأموم جميعا .
فقد روى أحمد وأبو داود والدارقطنى من حديث وائل أنه عليه الصلاة والسلام قال :آمين وخفض بها صوته .وقال عمر بن الخطاب رضى الله عنه :يخفى الإمام أربعا :التعوذ، والبسملة، وآمين، وربنا لک الحمد.
ويروى مثل قوله عن جماعة من الصحابة بعضهم يقول :أربع يخفيهن الإمام، وبعضهم يقول خمسة، وبعضهم يقول ثلاثة، وكلهم يعد التأمين منها .ولأنه دعاء فيكون مبناه على الإخفاء ؛ ولأنه لو جهر بها عقيب الجهر بالقرآن لأوهم أنها من القرآن فيمنع منه دفعا للإيهام .
وبمثل ما ذهب إليه هذا الفريق يقول المالكية فى حق المنفرد والمأموم .أما الإمام فلا يؤمن أصلا على المشهور من المذهب عندهم .
ويرى الحنابلة سنية الجهر بالتأمين فى حق الإمام والمأموم والمنفرد جميعا فيما يجهر فيه بالقراء ة
وبهذا قال الشافعية اتفاقا فى حق الإمام والمنفرد .أما المأموم فالمذهب عندهم أنه يجهر (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٦،ص١٨٥ ،مادہ،جهر)

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے
اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی
فون 5962705--5503080

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

ملفوظات

اللہ کے لیے ’’خدا‘‘ کے لفظ کا استعمال

(21صفر1439ہجری)

فرمایا کہ آج کل اللہ تعالیٰ کے لیے لفظِ ’’خدا‘‘ کے استعمال کے جائز وناجائز ہونے میں بہت زیادہ غلو اور افراط وتفریط ہورہی ہے، ایک فریق، اللہ عزّ وجلّ کے لیے لفظِ ’’خدا‘‘ کے استعمال کو سراسر حرام قرار دیتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ ’’خدا‘‘ کا لفظ قرآن وسنت میں کسی بھی جگہ استعمال نہیں کیا گیا، لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی یا صفاتی نام نہ ہوا، اور اس کا استعمال حرام وناجائز ہوا۔

اور دوسرا فریق اس سے اختلاف کرتے ہوئے لفظِ ’’خدا‘‘ کے استعمال کو بالکل جائز ودرست قرار دیتا ہے، اور اپنی تحریر وتقریر میں جابجا لفظِ ’’خدا‘‘ کا استعمال کرتا ہے، اور اس کے استعمال میں کسی قسم کی اصلاح کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

بندہ ان دونوں فریقوں کے بجائے درمیانی اور معتدل موقف رکھتا ہے، وہ یہ ہے کہ ’’خدا‘‘ کا لفظ، لفظِ ’’اللہ‘‘ کے درجہ کا نہیں ہے، ’’اللہ‘‘ ذاتِ باری تعالیٰ کا ذاتی نام ہے، اور یہ درجہ کسی اور نام کو حاصل نہیں، اسی طرح اللہ عزّ وجلّ کے جن صفاتی ناموں کا ذکر قرآن وسنت میں آیا ہے، اور ان کو اسمائے حسنیٰ کہا جاتا ہے، ان کا درجہ اور حیثیت دوسری زبانوں کے صفاتی ناموں سے افضل اور اعلیٰ ہے، لہٰذا حتی الامکان لفظِ ’’اللہ‘‘ کو اور ضرورت وموقع کی مناسبت سے قرآن وسنت میں مذکور عربی صفاتی ناموں کو استعمال کرنا چاہئے، کیونکہ قرآن وسنت میں مذکورہ ناموں کی حیثیت یقیناً لفظِ ’’خدا‘‘ سے بہتر اور افضل ہے، جو کہ قرآن وسنت میں مذکور نہیں، کیونکہ لفظِ ’’خدا‘‘ عربی زبان کا لفظ نہیں، بلکہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔

لیکن لفظِ ’’خدا‘‘ کے استعمال کو ناجائز یا بدعت قرار دینے سے بندہ کو اتفاق نہیں، کیونکہ یہ لفظ ’’اللہ‘‘

کے صفاتی نام کی حیثیت سے عرف میں استعمال ہوتا رہا ہے، اور عربی کا لفظ نہ ہونے سے اس کا ناجائز ہونا لازم نہیں آتا، جیسا کہ لفظِ ''نماز'' عربی کا لفظ نہیں، لیکن اسلام کے ایک رکن کے لیے عرف میں استعمال ہوتا ہے، اس کو بھی عربی کا لفظ نہ ہونے کی وجہ سے ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔

بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے یہاں ہندوستان و پاکستان کے بہت سے علاقوں میں پہلے ایک زمانہ تک فارسی زبان کا استعمال رہا ہے، اس کی کچھ باقیات اب بھی ہمارے یہاں کی عرفی زبان میں پائی جاتی ہیں، بلکہ خود اردو زبان بھی دراصل مختلف زبانوں سے مرکب ہے، جس میں عربی، فارسی وغیرہ کے الفاظ بھی جا بجا شامل ہیں۔

لہٰذا جب بات اردو زبان میں ہورہی ہو، اور ''نماز'' کا ذکر کرنے کی ضرورت پیش آئے، اور کوئی شخص اس لفظ کے قرآن وسنت میں مذکور نہ ہونے، بلکہ عربی زبان کا نہ ہونے کی وجہ سے منع کرے، یا بدعت وناجائز قرار دے، تو اس کو درست نہیں کہا جاسکتا، ظاہر بات ہے کہ قرآن وسنت میں مذکور لفظِ ''صلاۃ'' سے عام لوگ مطلب نہیں سمجھیں گے، اور بات کرنے کا مقصد حاصل نہ ہوگا۔

اسی لیے میں کہا کرتا ہوں کہ ہر چیز کو اس کے درجہ پر رکھنا ضروری ہے، یہی اس کا اعتدال ہے، اور کسی چیز کو اس کے درجہ سے گھٹانا یا بڑھانا، افراط وتفریط میں داخل ہوکر ممنوع یا مفسدہ کا سبب ہے۔

دراصل آج کل لوگوں میں امانت ودیانت کا فقدان ہوتا جارہا ہے، اور دین کی تحقیق اور لوگوں کے عمل کی اصلاح کے بجائے بہت سے لوگوں کا مقصد اپنے مدّ مقابل دوسرے مسلک کو نیچا دکھانا اور اپنے آپ کو اونچا دکھانا یا بالفاظِ دیگر اپنی دہی کو میٹھی اور دوسرے کی دہی کو کھٹی قرار دلوانا بن گیا ہے، جو کہ تعصب میں داخل ہے، اس لیے اس قسم کی بے اعتدالیاں اور اختلاف میں شدت لازم آرہی ہے، اللہ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

نبی کے لیے ''حضور'' کے لقب کی حیثیت

(21 صفر 1439 ہجری)

فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظِ ''حضور'' یا ''حضرت'' کا استعمال فی نفسہٖ جائز ہے، مثلاً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم، کیونکہ ’’حضور‘‘ کا لفظ عرف میں ادب واحترام کے لیے استعمال ہوتا ہے، مثلاً غیر نبی کے لیے بھی کہا جاتا ہے کہ ’’حضور‘‘ یا ’’حضرت والا تشریف لے گئے‘‘، یا ’’حضور‘‘ یا ’’حضرت والا‘‘ تشریف لائیے، وغیرہ وغیرہ۔

البتہ اگر کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ’’حضور‘‘ کا لفظ غلط معنیٰ میں استعمال کرے، مثلاً اس سے اپنے سامنے یا کسی جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر ہونا مراد لے، جس کا شرعاً ثبوت نہیں پایا جاتا، تو پھر اُس کے لیے اِس کا استعمال ناجائز ہوگا۔

البتہ بندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ان القاب یا الفاظ کا استعمال زیادہ بہتر اور افضل سمجھتا ہے، جو قرآن وسنت میں جابجا استعمال ہوئے ہیں، مثلاً ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ یا ’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم‘‘، کیونکہ قرآن مجید میں اس طرح کے الفاظ کا ہی استعمال ہوا ہے، مثلاً ’’**محمد رسول الله**‘‘ اور ’’**یا ایھا النبی**‘‘ اور یا ’’**ایھا الرسول**‘‘ وغیرہ۔

اس کے علاوہ احادیث میں ایک ایک صفحہ پر کئی کئی مرتبہ ان الفاظ کا صحابہ کرام، تابعینِ عظام، اتباعِ تابعین عظام نے استعمال فرمایا ہے، جن کو شمار میں لانا مشکل ہے۔

اس لیے بندہ نے بچپن کی عادت کی بناء پر جو اپنی تحریرات میں پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ’’حضور‘‘ کے الفاظ استعمال کیے تھے، اگلے ایڈیشنوں میں ان کو ’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ یا ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ سے تبدیل کروانے کا اہتمام کیا، اور آئندہ کے لیے تقریراً وتحریراً ان جیسے مسنون و ماثور الفاظ کے استعمال کی عادت بنانے کی کوشش کی۔

صبح کاذب کا صادق کے بعد نظر آنا

(23 صفر 1439 ہجری)

فرمایا کہ آج کل بعض حضرات نے صبح کاذب اور صبح صادق کے مسئلہ کو چند غلط فہمیوں کی وجہ سے متنازع بنا دیا ہے، ورنہ یہ سیدھا سادا مسئلہ تھا۔

صبح کاذب سے نہ تو روزہ کا تعلق ہے اور نہ نماز کا اور نہ ہی کسی دوسری چیز کا، اور اس کا ذکر احادیث

میں صرف اس لیے آیا ہے، تاکہ اس کی وجہ سے حقیقی اور اصل فجر کا دھوکہ نہ کھایا جائے، صبح کاذب بنیادی طور پر رات کی ایک روشنی ہے، جس طرح رات کی کئی روشنیاں اور بھی ہیں، مثلاً چاند، ستارے، کہکشائیں کہ بنیادی طور پر یہ رات کی روشنیاں ہیں، اور جس طرح رات کی دوسری روشنیوں، مثلاً ستاروں کا طلوعِ فجر ہونے کے کچھ بعد تک نظر آنے کا امکان ہوتا ہے، اسی طرح صبح کاذب کے نظر آنے کا بھی امکان ہوسکتا ہے۔

اور جس طرح آب وہوا اور موسمی تغیرات کی وجہ سے کبھی رات کی کسی دوسری روشنی مثلاً کسی مخصوص ستارے، چاند یا کہکشاں وغیرہ کا نظر آنا ممکن ہوتا ہے، اور کبھی ممکن نہیں ہوتا، اسی طرح صبح کاذب کا بھی مسئلہ ہے کہ اس کا بھی آب وہوا اور موسمی تغیرات کے باعث کبھی نظر آنا سہل اور بہت سہل وممکن ہوا کرتا ہے، اور کبھی مشکل وناممکن ہوسکتا ہے۔

بلکہ آب وہوا اور موسمی تغیرات کے باعث کسی وقت دن میں سورج کا نظر آنا بھی مشکل ہوجاتا ہے، جیسا کہ سردیوں کے بعض دنوں میں دھند اور کہر، اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ کافی کافی وقت بلکہ کئی کئی گھنٹوں اور کبھی کئی کئی دنوں تک سورج نظر نہیں آتا، اس طرح کے موسم میں راستوں اور گزرگاہوں پر تھوڑے سے فاصلہ پر گاڑی یا کوئی دوسری روشن چیز مثلاً گاڑی کی لائٹ بھی نظر نہیں آتی۔

ایسے ہی اگر کبھی موسمی تغیرات اور آب وہوا کے باعث صبح کاذب نظر نہ آئے، تو بھی اعتراض کی بات نہیں۔

مگر بعض علماء اس بات پر بڑے سیخ پا ہوتے ہیں، لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ صبح کاذب دراصل رات کی روشنی ہے نہ کہ دن کی، اس لیے اس کا نام کاذب ہے، اور ''صبح کاذب'' میں یہ ''کاذب'' صبح کی صفت ہے، یعنی یہ صبح نہیں ہے، اور اس کا صبح سے تعلق نہیں ہے، جس طرح ستاروں وغیرہ کا صبح سے تعلق نہیں، وہ بنیادی طور پر رات کو چمکتے ہیں، لیکن کچھ ستارے صبح صادق کے کچھ بعد تک بھی نظر آسکتے ہیں۔

افسوس کہ کم فہمی یا غلط فہمی کی وجہ سے لاکھوں ستاروں کی روشنیوں کے بارے میں جو بات تسلیم شدہ ہے، وہ ایک صبح کاذب کی روشنی میں کیوں تسلیم نہیں۔

اللہ تعالیٰ کم علمی اور ضد بازی سے حفاظت فرمائے۔آمین۔

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (نظارہ وطن) مفتی محمد امجد حسین

سرزمینِ ہزارہ، دلفریب نظارہ (قسط 1)

چراغ تلے اندھیرا

عرصہ ہوا کچھ ہزارے وال ''سنگیوں'' نے اس (راقم الحروف) ہزارے وال سے کہا تھا کہ پنجاب میں تو جا بجا گھوم پھر کر آ گئے، سفری داستانیں بھی لکھ لکھا آئے، سندھ میں جام اور سومروں کے قدیم ٹھٹھہ کو بھی ٹٹول لیا، مکلی قبرستان کے پرانے مردے اکھاڑ ڈالے، سسی کے بھمبور کے کھنڈرات کو بھی بھنبوڑ ڈالا۔[1] کیا ہزارے کے چراغ تلے اندھیرا ہی رہے گا؟ کہ اس دھرتی کا باسی اپنی جنم بھومی کے ان دلکش نظاروں کو بالاکوٹ، کاغان، ناران اور میدان پکھل کی جنت نظیر وادیوں کو، ہری پور، جھاری کس سے حویلیاں تک کے میدانِ ہزارہ اور بفہ وگلی باغ کے تختِ ہزارہ کو ایک آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گا، جن کے دعوتِ نظارہ پر پورے ملک کے اور ملک ملک کے سیاح اور مہم جو ٹوٹے چلے آتے ہیں؟ میں نے کہا، اپنی جنم بھومی کے حسن و دلکشی کی تاریخ اور جغرافیہ تو میں نثر کی بجائے نظم میں دنیا کے سامنے پیش کر چکا ہوں، 2005ء کے زلزلے کے بعد میں نے سب سے پہلے سرزمینِ ہزارہ، اس کے بے چراغ ہو جانے والے گھروں، اور باغ و بہار مناظر پر مرثیہ لکھ کر شائع کرایا تھا، فرمانے لگے ہاں ہاں، مرثیے کا ماتمی لباس پہنا کر اس گل زمین کو تم کفنا اور دفنا چکے ہو، انا للہ پڑھ کر ہاتھوں سے مٹی جھاڑ چکے ہو، اس لیے تمہارا احساس بھی مر گیا ہے۔

تمہیں پتہ ہونا چاہئے کہ جس طرح 1933ء کے کوئٹہ کے بڑے زلزلے کے کھنڈرات پر جدید کوئٹہ آباد ہوا، 2005ء کے زلزلے کے کھنڈرات پر آج ایک نیا ہزارہ وجود میں آ چکا ہے، جو جدت اور ترقی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے، جہاں ترقیاتی کاموں کا جال بچھ چکا ہے، جو ''سی پیک'' جیسے گیم چینجر منصوبے کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے، میں نے کہا، لیکن اس سارے منظر نامے میں

---

[1] وہی لوک داستان سسی پنوں والا تباہ شدہ بھمبور مابین ٹھٹھہ و کراچی، جس کی داستانِ درد سناتے ہوئے کہنے والے نے کہا تھا ؎

لٹ گیا تیرا شہر بھمبور نی سسئے بے خبرے

www.idaraghufran.org

خوشی وطمانیت کے ساتھ تشویش کے بھی کچھ پہلو ہیں، گل کے پہلو میں خار بھی ہیں، جس کی داستان ذرا طولانی ہے، اور جس کے سننے کا تم میں یارا نہ ہوگا۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں　　　محو حیرت ہوں دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

ہزارے کی بولی ٹھولی

جلال میں آ کر فرمانے لگے ''نکمّیاں نہ مار''، ایک طرف سے ارشاد ہوا ''تسی کیہہ بیڑیاں مار دے او جی''۔ یہ ''اَسی، تُسی، ہُکو، تکو، اُوُ جلو جی، اَو نا جی'' ہزارے والوں کی ہندکو بولی ٹھولی کے زبان زد عام الفاظ ہیں، ہزارے کی بولی ٹھولی میں ایک لفظ ''اوڑھ'' بھی آتا ہے، جس کا مفہوم شاید ''بے لحاظ'' مناسب ہوگا (ویسے بے شرم، ڈھیٹ بھی کہہ سکتے ہیں) بہر حال یہاں اوڑھ لوگوں کی بہتات ہے۔

ع　　ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں

لیکن ان کے ''اوڑھ پن'' میں بھی عموماً ایک ادا اور بانکپن ہوتا ہے، خصوصاً محفلِ یاراں میں جب یہ کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان کھولتے ہیں، تو سننے والوں کے چودہ طبق روشن ہو جاتے ہیں۔

رہے ایک بانکپن بھی بد دماغی میں تو زیبا ہے　　　بڑھا دو چین ابرو پہ ادائے کج کلاہی کو

خیر ہزارہ کی تاریخ اور جغرافیہ پر لکھنے کا تقاضہ خود مجھے بھی عرصہ سے تھا، اس کے لیے میں مختلف مصادر و مراجع سے رجوع اور تاریخی مواد بھی جمع اور مطالعہ کرتا رہا۔ [1]

راولپنڈی کے علاوہ خود مانسہرہ کی لائبریریوں کے بھی چکر لگائے، مانسہرہ کشمیر روڈ پر چکیا موڑ کے پاس میونسپل لائبریری جو قدیم تاریخی بلڈنگ میں قائم ہے، حصہ بقدرِ جثہ کی حد تک اچھی لائبریری ہے، بفہ (پکھل) میں نیشنلسٹ پختونوں کی قائم کردہ ایک لائبریری بھی ہے۔

ہزارہ کے طول وعرض میں جوگی کا پھیرا

اس تحریر سے پہلے میں ہزارہ کے طول وعرض میں چند مطالعاتی سفر بھی اپنے مشاہدات وتاثرات کا

[1] اپنے ضلع مانسہرہ کی تاریخ سے شعوری واقفیت کی میری پہلی کوشش جواب یاد پڑتی ہے، اپنے پرائیویٹ میٹرک کے سال 1992ء میں ایک کلاس فیلو کے ذریعے جس کا بھائی مانسہرہ ڈی سی آفس میں ملازم تھا، وہاں کے ریکارڈ روم سے مانسہرہ گزٹ کی ایک نقل حاصل کرنے کی صورت میں ہوئی، ہزارہ کا گزیٹر 1917ء میں فرنگی فاضل ''ڈی ایچ واٹسن'' (D.H.Watson) نے مرتب کیا تھا۔

www.idaraghufran.org

دامن بھرنے کے لیے کرچکا ہوں، ایک سفر شنکیاری سے تھاکوٹ، دوسرا مانسہرہ سے بشام، تیسرا مانسہرہ سے اوگی، دربند اور وہاں سے تربیلا کے پانیوں اور بند کے ساتھ ساتھ ہری پور تک، چوتھا وادی پکھل کے اندرون میں شنکیاری سے بفہ، گلی باغ (ترکوں کا قدیم پایہ تخت، نزد بفہ، جہاں ترکوں کے کچھ آثار ابھی تک ہیں)، شیر پور، مراد پور، ملک پور، خواجگان، خاکی وغیرہ کا کیا، اور مانسہرہ سے بالاکوٹ، کاغان روٹ پر سفر تو بہت پہلے کرچکا تھا، اسی طرح شنکیاری سے جبوڑی، نواز آباد، والے روٹ پر، جسے سرن ویلی یا وادی سرن کہتے ہیں، اور وادی کاغان کی طرح طویل اور گھمبیر وادی ہے، یہاں تو میں کافی عرصہ قیام کرچکا ہوں، ہری پور سے سری کوٹ، تربیلا، غازی، چھچھ، صوابی کے بھی سفر کیے ہیں، اوگی سے تورغر (کالا ڈھاکہ) اور وہاں سے بٹگرام یا تھاکوٹ کا سفر ابھی اس حوالے سے میرے ذمے ادھار ہے، ٹیکسلا سے خانپور کے راستے ہری پور تک سیر و تفریح کی غرض سے بارہا جانا ہوا ہے کہ اس علاقے میں بکثرت قدیم تاریخی مقامات اور کھنڈرات ہیں (یہاں کے کھنڈرات اور تاریخی مقامات کی روئیداد میں چند سال پہلے "التبلیغ" کے انہی صفحات پر قارئین کے سامنے پیش کرچکا ہوں)

یہ سفرنامہ میرے گزشتہ سفرناموں کے برعکس ہے، جن میں سفر کی روداد میں مدغم کرکے ان متعلقہ علاقوں کی تاریخ وجغرافیہ کے پرت کھولے جاتے تھے، ہزارہ کے حالات میں نے سفرنامے کے طرز پر نہیں لکھے، بلکہ رواں بیانیہ کے ساتھ تاریخ نویسی کے انداز میں لکھے ہیں۔

شاید ہزارہ کی دلچسپ، عجیب ورنگین اور شاخ درشاخ تاریخ کا یہ تقاضہ بھی ہے، سفرنامے کے ساتھ محض تاثراتی اور ہلکے پھلکے انداز میں لکھنا مجھے کافی محسوس نہیں ہورہا، باقی فیصلہ تو قارئین وارباب ذوق ہی نے کرنا ہے کہ میں "ٹکمیاں مارنے" میں کس حد تک کامیاب یا پھر ناکام ہوا ہوں۔

سپردم بتو مایہ خویش را تو دانی حساب کم وبیش را

ہزارہ، محل وقوع اور رقبہ

ہزارہ دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر صوبہ KPK کا ڈویژن ہے، اس کے شمال میں ضلع کوہستان (کوہستان سے آگے ناردرن ایریا ہے، جو اب صوبہ گلگت بلتستان کا حصہ ہے، اور

کوہستان پہلے خود ہزارہ ڈویژن کا حصہ رہا ہے) مشرق میں آزاد کشمیر کا دارالحکومت مظفر آباد، جنوب مشرق میں ضلع اسلام آباد(مارگلہ کا پہاڑی سلسلہ جو ضلع ہری پور کے ساتھ گزر رہا ہے، جس کی دوسری جانب اسلام آباد واقع ہے) جنوب مغرب میں ضلع اٹک اور مغرب میں ضلع صوابی، ضلع بونیر و ضلع شانگلہ ہیں۔

ضلع صوابی ضلع ہری پور کے سامنے دریائے سندھ کے پار، بونیر ضلع تورغر کے سامنے اباسین کے پار اور شانگلہ، تھاکوٹ وبٹگرام کے سامنے اباسین کے پار واقع ہے، اباسین دریائے سندھ ہی کا شمالی علاقہ جات اور تورغرو دربند سے گزرنے کے دوران اٹک پہنچنے تک نام ہے۔ [1]

اٹک پہنچنے پر یہ دریائے اٹک بھی کہلاتا ہے، قدیم تاریخوں میں بھی دریائے اٹک یا نیلاب سے اسے موسوم کیا گیا ہے، مثلاً ابوالفضل کی آئینِ اکبری میں، آگے پھر اسے عموماً دریائے سندھ ہی کہتے ہیں، قدیم عرب تذکروں میں اسے نہرِ مہران کا نام دیا گیا ہے، اور سندھ کو مہران کا، اور قرار دیا ہے کہ کشمیر اور تبت کے پہاڑوں میں اس نہرِ مہران یعنی دریائے سندھ کا منبع ہے، ویسے ناردرن ایریا یعنی شمالی علاقہ جات کو قدیم تاریخوں میں کشمیر ہی کے نام سے ذکر کیا گیا ہے، گویا کہ یہ پہلے کشمیر کا حصہ رہا ہے(کشمیریوں کی رال اسی لیے اب بھی کبھی کبھی گلگت بلتستان پر ٹپکنے لگتی ہے)

عرب سندھ کو مہران کہتے تھے، محمد بن قاسم کی فتوحات کے بعد سے عربوں کا سندھ سے جو واسطہ اور رابطہ رہا، اور عربوں کی نو آبادیاں دریائے سندھ کے کنارے صدیوں تک رہیں، ان کی اپنی مفصل تاریخ ہے، جو عروج وزوال اور نشیب وفراز سے پُر ہے۔

ہزارہ کا رقبہ **4800** مربع کلومیٹر کے لگ بھگ رہا ہے، اس کی لمبائی **200** سے **250** کلومیٹر، چوڑائی **80** کلومیٹر، ایکڑوں میں **45** لاکھ ایکڑ، آبادی اب پورے ڈویژن کی ہے نصف کروڑ سے کیا کم ہوگی؟

ہزارہ پہلے ضلع تھا، مانسہرہ، ایبٹ آباد، ہری پور اور بٹگرام اس کی تحصیلیں تھیں، بھٹو دور(اکتوبر

---

[1] اباسین کا مطلب ہے سب سے بڑا دریا، پشتو، ہندکو وغیرہ میں ''ابا'' باپ کو کہتے ہیں، ''سین'' سندھ کا دیسی لہجہ ہے، نیز پشتو میں خود دریا کو بھی کہتے ہیں، تو گویا دریائے سندھ سب دریاؤں کا باپ ہے، اور اس میں کیا شک ہے، پنجاب کے سب دریا اسی میں آگرتے ہیں، پورے سندھ میں یہ اکیلا سینہ تان کر چلتا ہے، یعنی بہتا اور ٹھاٹھیں مارتا ہے، تا آنکہ کراچی کے قریب بحرِ ہند میں جاگرتا ہے۔

www.idaraghufran.org

1976ء) میں مانسہرہ ضلع بنادیا گیا،اور ضلع کوہستان ہزارہ ڈویژن سے ملاکر تین اضلاع۔ کوہستان، مانسہرہ اور ہزارہ قراردے کر اسے ہزارہ ڈویژن بنادیا گیا، ڈویژن بننے سے پہلے ضلع ہزارہ پاکستان کا سب سے طویل ضلع تھا، جس کی لمبائی جھاری کس (نزد حسن ابدال) سے اور ٹیکسلا کے پاس خانپور سے شروع ہوکر ہری پور، ایبٹ آباد، مانسہرہ، بالاکوٹ، کاغان سے گزر کر بابوسر ٹاپ تک تھی، اور مانسہرہ سے بالاکوٹ کے بجائے شاہراہِ ریشم والے راستہ سے تھاکوٹ تک تھی، یہ اڑھائی سو کلومیٹر سے بھی زیادہ لمبائی بنتی ہے، اور چوڑائی 80 کلومیٹر کے قریب تھی۔

80ء کی دھائی میں ایبٹ آباد، 90ء کی دھائی میں ہری پور، اور بٹگرام بھی الگ الگ اضلاع بن گئے، اب موجودہ عشرے میں تورغر بھی مستقل ضلع بن گیا، جو پہلے صوبہ کے ماتحت آزاد علاقہ تھا، جس طرح فاٹا ایجنسیاں مرکز کے ماتحت آزاد علاقے ہیں۔ [1]

تورغر کو کالا ڈھاکہ بھی کہتے ہیں، قدیم فارسی تذکروں میں اسے کوہِ سیاہ یعنی کالا پہاڑ کہا گیا ہے، یہ پہلے بندوبستی علاقہ نہیں تھا، یہاں آزاد پختون قبائل، اپنے قبائلی تمدن کے ساتھ آباد ہیں، یہ پُر پیچ دروں اور گھاٹیوں پر مشتمل اور خوفناک پہاڑوں سے اٹا ہوا علاقہ ہے، سید احمد شہید رحمہ اللہ (شہادت مئی 1831ء بمقام بالاکوٹ) کی تحریکِ جہاد کے مجاہدین کی سید صاحب کی زندگی میں بھی اور سید صاحب کے بعد بھی نصف صدی سے زیادہ عرصہ آماجگاہ، اور محفوظ و مضبوط پناہ گاہ رہا ہے، جہاں سے انہوں نے پہلے سکھوں کو، بعد میں انگریز کے آنے پر انگریزوں کو ہمیشہ منقارِ زیر پر رکھا۔ [2]

---

[1] یہ مضمون لکھتے وقت (اکتوبر 2017ء) ملکی سطح پر فاٹا کے حوالے سے کافی گرما گرمی ہے، مختلف سیاسی طبقے فاٹا کو KPK کا حصہ بنانے اور صوبائی بندوبستی سسٹم میں شامل کرانے پر تُلے ہوئے ہیں، اور یہاں کے بدنام زمانہ قانون FCR کو، جو انگریزوں کی قبائلیوں کے سینے میں گاڑی ہوئی میخ ہے، ختم کرانے کے مطالبات کررہے ہیں۔

[2] میرا خیال ہے کہ یاغستانی جہاد کے نام سے جس تاریخی عنوان کو آزادی و حریت کی بعض مخصوص کوششوں اور جدوجہد تک ہی محدود کیا جاتا ہے، یہ اپنی حریت کی تاریخ کی مختلف کڑیوں کو الجھانے کے مترادف ہے، سانحہ بالاکوٹ (1831ء) کے بعد سے جنگ عظیم اول (1914 تا 1918ء) تک سید احمد شہید کی تحریک تسلسل سے قائم رہی اور سرحدی قبائلی علاقوں میں سرگرم رہی، ان میں سید صاحب کے بعد بھی امارت اور نظم جماعت کا سلسلہ باضابطہ جاری رہا، یہ یاغستانی جہاد ہی کی تاریخ ہے، یہ الگ بات ہے کہ اس تحریک کا آخری دور جو میرے خیال میں 1890ء کے بعد کا دور شمار کرنا چاہئے، جب بنگال، بہار، پٹنہ اور انڈیا کے صوبہ جات متحدہ سے ان کے چندہ، مالی تعاون اور تازہ دم جوانوں کی نئی بھرتی اور شمولیت کا سلسلہ فرنگی راج کی سختیوں سے منقطع ہوگیا تھا، تب ان کا کوئی مثالی کردار باقی نہ رہا، نہ عملی افادیت ہی قائم رہی، بلکہ یہ محض بونیر کے چمرکنڈ مرکز میں پرانے ہتھیاروں سے، جن کا دنیا میں اب کہیں رواج نہیں تھا، صبح شام گتکے کھیلتے ہوئے کابل کے حکمرانوں کے سالانہ وظیفے پر گزر بسر کرتے تھے۔ امجد۔

www.idaraghufran.org

اوران کی ناک میں دم کیے رکھا، انگریز راج نے ان مجاہدین اور یہاں کے قبائل کے خلاف بارہا مہمات بھیجیں، 1868ء، 1888ء، 1891ء اور 1993ء کی مہمات زیادہ مشہور ہیں۔

فرنگی راج نے ان آزاد قبائل میں مجاہدین کے خلاف کس قدر مہمات بھیجیں، اس کا اندازہ سر ولیم ہنٹر (W.W.Hunter) کی ایک یادداشت سے لگایا جاسکتا ہے (ملاحظہ ہو اس کی کتاب ''Our Indian Muslims'' کا ترجمہ ''ہمارے ہندوستانی مسلمان'' باب اول) جس میں وہ لکھتا ہے کہ 1850ء سے 1857ء تک ہم علیحدہ علیحدہ 16 جنگی مہمات بھیجنے پر مجبور ہوئے، جس سے باقاعدہ فوج کی تعداد 35 ہزار ہوگئی تھی، 1860ء تک ان فوجی مہموں کی گنتی 20 تک پہنچ گئی تھی، اور باقاعدہ فوج کی تعداد 60 ہزار ہوگئی تھی، بے قاعدہ فوج اور پولیس اس کے علاوہ تھی، بہرحال جب ہم نے اس مہلک گھاٹی کو چھوڑا، تو اس کے چپہ چپہ پر برطانوی سپاہیوں کی قبریں تھی''۔

1893ء کے بعد شاید انگریز کا تسلط اور کنٹرول یہاں پر مضبوط اور منظم ہوگیا تھا۔ [1]

اس کے بعد کسی بڑی بغاوت کی اور انگریز راج کو فوج بھیجنے کی ضرورت نہیں پڑی، لیکن یہاں کا آزاد قبائلی سسٹم ہمیشہ رہا، اور گورنمنٹ کی گرفت محض ایک حد تک رہی ہے، اب جبکہ تورغر بندوبستی دائرہ میں لیا گیا ہے، اور یہاں سہولیات ومراعات اور ترقیاتی کام ہورہے ہیں، اور بہت کچھ ہوچکے ہیں، تو یہ اس علاقہ کی تاریخ کا اہم موڑ ہے، ورنہ علاقہ غیر ہونے کی وجہ سے جرائم پیشہ، منشیات مافیا، قاتل، ڈاکو، مفرور لوگوں کی پناہ گاہ تو، تورغر کا یہ علاقہ ابھی کل تک رہا ہے۔

ہزارہ کی وجہ تسمیہ اور قدیم تاریخی پسِ منظر

ہزارہ نام کے متعلق تذکروں میں مختلف تفصیلات ملتی ہیں، مختلف تاریخی بیانات سے ہم جو سمجھ سکے ہیں، اس کا حاصل یہ ہے کہ اس خطے میں ترک وتاتار قبائل کی آمد چنگیز خان کی تاتاری یلغار کے

[1] 1997ء میں میرا اوگی میں ایک ہفتہ قیام رہا، یہاں فرنگیوں کا قلعہ جواب ایف سی کی چھاؤنی ہے، اور پہاڑ پر بڑا مضبوط آہنی و سنگی مورچہ ہم نے دیکھا، یہ چیزیں فرنگی راج کی تاریخ پر گواہی دے رہی تھیں کہ فرنگیوں نے اوگی کو مرکز بنا کر تورغر اور دربند کے پورے علاقہ کو کنٹرول کرنے کے لیے کتنے وسائل خرچ کیے، کیسے مضبوط انتظامات کیے؟ لیکن ٹکرانے والے ان سے ٹکراتے اور فرنگیوں کے دانت کھٹے کرتے رہے۔ امجد۔

وقت سے ہوئی، چنگیزی فتنے کا زمانہ ساتویں صدی ہجری، بمطابق تیرہویں صدی عیسوی کا اول نصف تھا، مغلوں (منگولوں) کا پہلا چنگیزی حملہ 1221ء میں بعہد شمس الدین التمش ہوا، ہزارہ میں ترکوں کی موجودگی اس وقت سے ہے، دوسرا حملہ بہرام شاہ (تختِ ہزارہ کا ایک ترک حاکم) کے عہد میں 1241ء، تیسرا1279ء، چوتھا1285ء میں ہوا، دوسرے حملے میں لاہور پر وقتی طور پر مغل قابض ہوگئے تھے، 1221ء سے 1308ء تک مغلوں کے 12 حملے ہوئے، اس کے ایک عرصے بعد تیموری یلغار کا دور آتا ہے۔

پہلے حملے کے کم از کم ڈیڑھ سو سال بعد ترک وتاتار کا دوسرا سیلابی ریلا 800ھ میں (1398ء) میں تیمور لنگ کی صورت میں آندھی اور طوفان بن کر آیا، اور درہ خیبر سے داخل ہو کر اٹک سے دریائے سندھ پار کر کے پنجاب کو روندھتا ہوا دلّی پر چڑھ دوڑا، تو اپنی اس یلغار میں تیمور نے ہزارہ کے علاقہ کو زیرِ نگیں کر کے یہاں پہلے سے موجود اپنے ہم قوم ترکوں کو مزید کمک پہنچائی، اور ان کو مضبوط کر دیا، اور ایک ہزار قارلق ترکوں پر مشتمل (قارلق یا قرلغ ترکوں کا بڑا معروف قبیلہ رہا ہے، اور آج بھی وسطی ایشیا، ترکی وغیرہ میں ہے) فوج یہاں چھوڑ دی، ایک ہزار فوجی دستے کی نگرانی میں یہ علاقہ دے دینے کی وجہ سے اس کا نام قارلق ہزارہ ہوا، اور بعد تک یہ نام چلتا رہا، چنانچہ آئینِ اکبری (جو مغلِ اعظم اکبر بادشاہ کے نظامِ سلطنت کی تفصیلات پر مشتمل ہے، اور اکبر کے حسبِ حکم اس کے وزیر ابوالفضل نے لکھی، زمانہ دسویں صدی ہجری کا آخر) میں ابوالفضل ہزارہ کے دو حصوں کا ذکر کرتا ہے، ایک قارلق ہزارہ، دوسرا ہزارہ گوجراں، جس سے بظاہر یہ سمجھ آتا ہے کہ موجودہ حویلیاں سے اٹک تک ہری پور کا میدان قارلق ہزارہ کہلاتا تھا، میدانِ ہزارہ بھی اسی کو کہتے تھے، اور مانسہرہ ایبٹ آباد، تنول کا پہاڑی علاقہ بٹ گرام، تھاکوٹ تک ہزارہ گوجراں کہلاتا تھا، جس میں وادئ کاغان اور میدانِ پکھل بھی شامل تھے، اور چونکہ ترکوں کا دار الحکومت پکھل کی وادی میں گلی باغ کے مقام پر تھا، جو بفہ کے قریب ہے، تو اس وجہ سے اسے تختِ ہزارہ بھی کہتے تھے۔

ایک ہزار پر مشتمل فوجی دستہ یہاں رکھنے کی وجہ سے اس علاقہ کو قارلق ہزارہ سے موسوم کرنا، یوں بھی سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ عہدِ قدیم میں فوج کے دستے تعداد کے اعتبار سے موسوم اور تقسیم

ہوتے تھے، چنانچہ عہدِ مغلیہ میں فوجی افسروں کے عہدے فوج کی تعداد کے اعتبار سے مقرر تھے، اوراسی اعتبار سے ان کا فوجی عہدہ موسوم ہوتا تھا، مثلاً ایک ہزاری، 5ہزاری، 10ہزاری منصب دار، جس کا مطلب تھا کہ اس کی ماتحتی میں اتنی فوج ہے، اور یہ درجہ بدرجہ ترقی پا کر منصب میں اضافہ پاتے تھے، آئینِ اکبری میں مغل اعظم اکبر کے دور کے صیغہ فوج کی تفصیلات اور''ملا صالح کمبوہ'' کی عملِ صالح میں شاہجہان کے دور کے فوجی مناصب اور عہدوں کی تفصیلات مذکور ہیں

(ملاحظہ ہو''عملِ صالح'' کے اردو ترجمہ''شاہجہان نامہ'' کا آخری باب)

ہزارہ میں آباد اقوام

اہم اور قابلِ ذکر قومیں جن کی گزشتہ تین صدیوں پر یہاں تاریخ پھیلی ہوئی ہے، یہ ہیں:

گوجر(یہ غالباً ہزارہ کی سب سے قدیم قوم ہے) سید(کاغان) سواتی(وادیٔ پکھل، کونش وغیرہ) اعوان، تنولی(تناول) گھکھڑ(خان پور) ترک(مانک رائے ہری پور کرڑال(خانپور)، ڈھونڈ(خانپور) پنی(پنیاں ہری پور) مشوانی، تارخیلی، (سری کوٹ)، ترین(ہری پور، کوٹ نجیب اللہ) دلازاک(سرائے صالح) شلمانی(تربیلا) جدون(رجوعیہ، دھمتوڑ، مانگل) اتمان زئی(کھلابٹ) خانخیل(مختلف مواضع میں) آخرالذکر آٹھ قومیں پٹھانوں کے قدیم قبائل ہیں، جو میدانِ ہزارہ یعنی حویلیاں سے لے کر حضرو، چھچھ، ٹوپی صوابی تک پھیلے ہوئے ہیں، سرائے صالح، سری کوٹ، غازی، تربیلہ، کوٹ نجیب اللہ، وغیرہ علاقے ان مختلف قوموں میں قدیم سے تقسیم تھے۔

ان قوموں کی ہزارہ میں آمد، یہاں بود و باش، نشیب وفراز، عروج وزوال کی صدیوں پر محیط تاریخ ہے، اور کئی قوموں کی آگے مختلف شاخیں ہوئی ہیں، جن میں سے بعض نے بہت نام اور شہرت پائی، حتیٰ کہ وہ شاخیں بجائے خود ایک قوم کی حیثیت سے مشہور ہوئیں، آگے کہیں موقعہ ہوا، تو ان قوموں کے احوال قدرے تفصیل سے مذکور ہوں گے۔

(جاری ہے)

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ محرم: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ محرم ۷۵۱ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن حجی بن موسیٰ بن احمد بن سعد سعدی حسبانی شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ا ص ۳۰۴)

□......ماہِ محرم ۷۵۴ھ: میں حضرت امام الدین محمد تقی الدین محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن علی قیسی قسطلانی مکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ا ص ۲۶۰)

□......ماہِ محرم ۷۵۵ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن ابی بکر بن معالی بن ابراہیم بن زید رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ا ص ۱۰۹)

□......ماہِ محرم ۷۶۰ھ: میں حضرت صدرالدین ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر بن عباس بن عسکر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبهة ، ج۳ص ۱۱۱)

□......ماہِ محرم ۷۶۱ھ: میں حضرت صلاح الدین ابوسعید خلیل بن کیکلدی بن عبداللہ علائی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۵۳۳ ،طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبهة ، ج۳ص ۹۲ ،ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ا ص ۵۲۵)

□......ماہِ محرم ۷۷۱ھ: میں حضرت شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن عمر بن حسین ایکی فیروز آبادی صالحی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ا ص ۳۹۲)

□......ماہِ محرم ۷۷۲ھ: میں حضرت بدرالدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن علی بن بشر بن عبدالمنعم بن عبداللہ حرانی حلبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ا ص ۵۶)

□......ماہِ محرم ۷۷۶ھ: میں حضرت جمال الدین قاضی ابوعبداللہ محمد بن حسن بن محمد بن عمار بن متوج بن جریر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبهة ، ج۳ص ۱۲۲ ،ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ا ص ۱۱۷)

□......ماہِ محرم ۷۷۸ھ: میں حضرت شہاب الدین ابوالعباس احمد بن سالم بن یاقوت مکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۳۱۴)

□......ماہِ محرم ۷۸۳ھ: میں حضرت امین الدین محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۹۰)

□......ماہِ محرم ۷۸۴ھ: میں حضرت احمد بن عبداللہ بن احمد بن ناصح عبدالرحمٰن بن محمد بن عباس بن حامد بن خلف سویدی حنبلی صالحی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۳۲۰)

□......ماہِ محرم ۷۸۵ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن صالح بن اسماعیل مدنی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۱۳۰)

□......ماہِ محرم ۷۸۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن علی کرمانی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ، ج۳ ص ۱۸۰)

□......ماہِ محرم ۷۸۷ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن عمر بن عبدالعزیز بن محمد بن احمد بن ہبۃ اللہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۴۵۱)

□......ماہِ محرم ۷۸۸ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن عبدالمعطی بن احمد بن عبدالمعطی انصاری خزرجی مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۳۸۹)

□......ماہِ محرم ۷۹۰ھ: میں حضرت ضیاء الدین ابوالغنائم محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی المکارم حموی مکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۱۴۵)

□......ماہِ محرم ۷۹۲ھ: میں حضرت صلاح الدین محمد بن محمد بن عمر انصاری بلبیسی مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۲۴۱)

□......ماہِ محرم ۷۹۳ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن یونس بن احمد بن برکہ اربلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۴۱۱)

□......ماہِ محرم ۷۹۵ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن صالح نن احمد بن خطاب بن مرحم زہری بقاعی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ، ج۳ ص ۱۴۵)

علم کے مینار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط: 25) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام ابوحنیفہ کے شیوخ واساتذہ (حصہ چہارم)

مدینہ کا سفر

اسی زمانہ میں آپ نے حدیث کی مزید تحصیل کے لئے مدینہ کا بھی سفر کیا۔

مدینہ اس وقت فقہ وحدیث کے علم میں، صحابہ کے بعد تابعین کے گروہ میں سے سات اشخاص کا مرجع تھا کہ جن کو ''فقہائے سبعہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ان میں حضرت سعید بن مسیّب، عروہ، قاسم، ابوبکر بن عبدالرحمان، عبیداللہ بن عبیداللہ بن عتبہ، خارجہ بن زید بن ثابت اور سلیمان بن یسار رحمہم اللہ عنہم اجمعین جیسی بزرگ ہستیاں شامل ہیں۔ [1]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جب مدینہ پہنچے، تو ان بزرگ ہستیوں میں سے صرف دو اشخاص حضرت سلیمان بن یسار اور سالم بن عبداللہ رحمہما اللہ حیات تھے، چنانچہ آپ ان دونوں بزرگ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوئے، احادیث سنیں، شرفِ تلمّذ حاصل کیا اور صحبت سے فائدہ اٹھایا، ذیل میں ان حضرات کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

(11)......سلیمان بن یسار

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ امام، فقیہ، عالم اور مفتی تھے، آپ کا شمار مدینہ کے ''فقہائے سبعہ'' میں ہوتا ہے، آپ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے، اور فقہاء سبعہ میں فضل و

---

[1] الفقهاء السبعة عبارة يطلقها الفقهاء على سبعة من التابعين كانوا متعاصرين بالمدينة المنورة، وهم: سعيد بن المسيب، وعروة بن الزبير والقاسم بن محمد بن أبى بكر الصديق، وعبد الله بن عتبة بن مسعود، وخارجة بن زيد بن ثابت وسليمان بن يسار. واختلف فى السابع فقيل هو أبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف وهو قول الأكثر، وقيل هو سالم بن عبد الله بن عمر بن الخطاب، وقيل هو بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام المخزومى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١، ص ٣٦٤، تحت العنوان: الفقهاء السبعة)

www.idaraghufran.org

کمال کے لحاظ سے آپ کا دوسرا نمبر تھا، آپ زید بن ثابت، عبداللہ بن عباس، ابوہریرہ، حسان بن ثابت، جابر بن عبداللہ، رافع بن خدیج، عبداللہ بن عمر، ابوسعید خدری، ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے کبار صحابۂ کرام اور اسی طرح ام المومنین حضرت سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ آپ کی ولادت کا سال 34 ہجری، اور وفات کا سال 107 ہجری ہے۔ [1]

(12)......سالم بن عبداللہ

آپ کا پورا نام ''سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب'' ہے، آپ خلیفۂ راشد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پوتے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، ''کثیر الحدیث'' کے لقب سے مشہور تھے، مدینہ کے فقہاء سبعہ میں شمار تھا، آپ عبادت و ریاضت میں اپنے والد، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے مثل تھے، آپ کی وفات 106 ہجری اور ایک قول کے مطابق 107 ہجری یا پھر 108 ہجری میں ہوئی۔ [2]

---

[1] هو سليمان بن يسار، أبو أيوب ......من فقهاء التابعين .معدود فى الفقهاء السبعة بالمدينة .روى عن ميمونة وأم سلمة وعائشة، وفاطمة بنت قيس، وزيد بن ثابت وابن عباس، وابن عمر، والمقداد بن الأسود وغيرهم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۴، ص ۲۸۸، تحت الترجمة: سليمان بن يسار ۳۴ـ۱۰۷)
ذكر إسناده عن سليمان بن يسار...... أبو حنيفة (عن سليمان بن يسار، عن أم سلمة)وهى أم المؤمنين هندة بنت أبى أمية، وكانت قبل رسول الله صلى الله عليه وسلم تحت أبى سلمة فلما مات أبو سلمة سنة أربع تزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم فى ليال بقين من شوال من السنة التى مات فيها أبو سلمة، ماتت سنة تسع وخمسين ودفنت بالبقيع، وكان عمرها أربعا وثمانين (شرح مسند ابى حنيفة، للملا على قارى، ج ۱، ص ۲۰۴)

[2] هو سالم بن عبد الله بن عمر بن الخطاب، أبو عمر، ويقال أبو عبد الله، العدوى المدنى .تابعى ثقة. أحد فقهاء المدينة السبعة .كان كثير الحديث (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص ۴۱۲، تحت الترجمة: سالم، م: ۱۰۶ هـ)
سالم بن عبد الله بن عمر بن الخطاب القرشى المدنى كنيته أبو عمر كان يشبه أباه فى السمت والهدى وكان يخضب بالحناء وكان أشبه ولد عمر بن الخطاب (الثقات لابن حبان، ج۴، ص ۳۰۵، تحت رقم الترجمة: ۳۰۲۷)
ذكر إسناده عن سالم بن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما ......(أبو حنيفة عن سالم عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعن القدرية) أى جاحدى القدر ومنكرى قضائه خالق القوى والقدر (شرح مسند ابى حنيفة، للملا على قارى، ج ۱، ص ۲۰۴)

(13)......عطاء بن یسار

آپ کا پورا نام ’’عطاء بن یسار مدنی‘‘ ہے، آپ سلیمان بن یسار رحمہ اللہ کے بھائی ہیں، جن کا شمار مدینہ کے فقہائے سبعہ میں ہوتا ہے، عطاء بن یسار عہدہ قضاء پر بھی فائز رہے، آپ معاذ بن جبل، عبادہ بن صامت، زید بن ثابت، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین کبار صحابہؓ سے روایت کرتے ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں امام ابوحنیفہ، زید بن اسلم، ابوسلمہ رحمہم اللہ اور دوسرے ثقہ حضرات روایت کرتے ہیں۔

آپ کے بارے میں کتبِ سیر میں یہ بات منقول ہے کہ آپ کثرت سے مسجدِ نبوی میں قیام کیا کرتے تھے۔آپ کی ولادت 19 ہجری اور وفات کا سال 103 ہجری ہے۔ [1]

(14)......عطاء بن ابی مسلم

آپ کا نام ’’عبداللہ‘‘ اور بعض کے مطابق ’’میسرۃ‘‘ ہے، اسماء الرجال کے باب میں ’’عطاء بن ابی مسلم‘‘ کے نام سے بلا اختلاف زیادہ مشہور ہیں، آپ بلخ کے مشہور واعظ اور محدث ہیں، جو کہ بعد میں دمشق اور پھر بعد میں بیت المقدس ہجرت کر گئے۔

آپ حضرت ابودرداء، عبداللہ بن عباس اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں، اور سعید بن مسیّب، عروہ، عطاء بن ابی رباح، ابن بریدہ، نافع اور عمرو بن شعیب سے بلا واسطہ روایت کرتے ہیں۔

---

[1] عطاء بن يسار الهلالي أبو محمد المدني القاضي روى عن بن مسعود وزيد بن ثابت وابن عمر وأبي هريرة وعائشة ومولاته ميمونة وأم سليم وخلق وروى عنه أبو حنيفة وزيد بن أسلم وأبو سلمة بن عبد الرحمن وآخرون وثقه بن معين وأبو زرعة والنسائي وغيرهم مات سنة ثلاثة ومائة وقيل سنة أربع وتسعين وهو بن أربع وثمانين سنة (إسعاف المبطأ برجال الموطأ للسيوطي، ص ٢١)

أن أبا حازم قال: ما رأيت رجلا كان ألزم لمسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم من عطاء بن يسار، وذكره ابن حبان في الثقات (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٣١، ص ٣٦٣، عطاء بن يسار 103 - 19هـ)

ذكر إسناده عن عطاء بن يسار: أبو حنيفة (عن عطاء بن يسار عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه: نهى عن بيع الولاء) (شرح مسند ابي حنيفة، للملا علي قاري، ج ١، ص ٢٠٤)

اور آپ سے روایت کرنے والوں میں شعبہ، سفیان ثوری، مالک بن انس، معمر، امام ابوحنیفہ جیسے حضرات شامل ہیں، ایک قول کے مطابق آپ کے اپنے شیخ ''عطاء بن ابی رباح'' بھی بعض دفعہ آپ سے روایت کرتے ہیں۔

آپ کی ولادت 50ہجری میں اور وفات 135ہجری میں شام کے علاقہ 'اریحہ' میں ہوئی، بیت المقدس دفن کیے گئے۔ [1]

(15)......اعمش

آپ کا پورا نام ''سلیمان بن مہران'' ہے، اعمش آپ کا لقب ہے، اور اہلِ علم حضرات میں اسی نام سے آپ کی شخصیت متعارف ہے، آپ کوفہ کے مشہور امام اور تابعی ہیں، صحابہ میں سے حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے آپ کی ملاقات ثابت ہے، حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ آخری صحابی ہیں کہ جن کی وفات کوفہ میں ہوئی۔ [2]

امام اعمش رحمہ اللہ کا شمار آپ (یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) کے شیوخِ حدیث میں آتا ہے، ایک مرتبہ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، چنانچہ امام اعمش رحمہ اللہ نے آپ سے کئی علمی سوالات

---

[1] عطاء بن أبی مسلم واسمه عبد الله ويقال ميسرة الخراسانی أبو أيوب البلخی أحد الأعلام نزل الشام وروى عن الزهری وسعيد بن المسيب وخلق وروى عنه أبو حنيفة ومالك وشعبة والثوری وحماد بن سلمة وعدة وثقه بن معين وأبو حاتم والدارقطنی ......مات سنة خمس وثلاثين ومائة (إسعاف المبطأ برجال الموطأ للسيوطی، ص ٢١)

هو عطاء بن أبی مسلم المحدث، الواعظ، نزيل دمشق والقدس.أرسل عن: أبی الدرداء، وابن عباس، والمغيرة بن شعبة، وطائفة .وروى عن: ابن المسيب، وعروة، وعطاء بن أبی رباح، وابن بريدة، ونافع، وعمرو بن شعيب، وعدة.روى عنه: معمر، وشعبة، وسفيان، ومالك، وحماد بن سلمة، وإسماعيل بن عياش، وعدد كثير، حتى إن شيخه عطاء حدث عنه ....قال سعيد بن عبد العزيز: توفی بأريحا، ودفن ببيت المقدس .وقال ابنه عثمان: مات أبی سنة خمس وثلاثين ومائة .وقيل: مولده سنة خمسين (سير اعلام النبلاء، ج٦، ص ١٤٣، تحت الترجمة: عطاء بن أبی مسلم الخراسانی)

[2] سليمان بن مهران الأعمش الأسدی الكاهلی مولاهم أبو محمد الكوفی: أحد الأعلام، رأى أنسا وأبا بكرة، وروى عن عبد الله بن أبی أوفى وزيد بن وهب وأبی وائل وزر بن حبيش ومجاهد وخلق، وعنه أبو حنيفة وأبو إسحاق السبيعی وشعبة والسفيانان وخلائق (طبقات الحفاظ للسيوطی، ص ٧٤، تحت رقم الترجمة: ١٤٤ ،الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٥، ص ٣٨٦، تحت الترجمة: الأعمش 148 - 61هـ)

کئے، آپ نے ان سب کے جواب دیئے، تو امام اعمش نے آپ سے فرمایا کہ آپ نے یہ جوابات کن دلائل کی بناء پر دیئے؟ آپ نے فرمایا کہ آپ کی ہی روایات کردہ احادیث سے۔

یہ سن کر امام اعمش نے فرمایا کہ:

یا معشر الفقهاء أنتم الأطباء ونحن الصيادلة

''اے فقہاء کی جماعت، آپ لوگ طبیب ہیں، اور ہم دوا فروش ہیں'' [1]

آپ سے روایت کرنے والوں میں امام ابوحنیفہ، ابواسحاق سبیعی، سفیان ثوری اور ایک بڑی جماعت شامل ہے، آپ کی پیدائش 61 ہجری میں ہوئی، اور آپ کی وفات کا سال 148 ہجری ہے۔

(16)......سلمہ بن کہیل

آپ کا پورا نام سلمہ بن کہیل حضرمی کوفی ہے، آپ کوفہ کے امام، مشہور محدث اور تابعی ہیں۔

آپ سے روایت کرنے والوں میں سفیان ثوری، اعمش، ابوحنیفہ اور دیگر حضرات کے نام شامل ہیں، ابن ابی اسود، ابن مہدی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ کوفہ چار شخصیات سب سے زیادہ صحیح الراویت تھیں: منصور، سلمہ بن کہیل، ابوحصین، اور عمرو بن مرۃ رحمہم اللہ۔

آپ کی وفات 121 ہجری عاشوراء کے دن ہوئی۔ [2] (جاری ہے............)

---

[1] قال الأعمش إن أبا حنيفة لحسن المعرفة بمواضع العلم فطن لها واعجبه ما أخذ به أبو حنيفة من العلم وبيان ما أتى به. عبيد الله بن عمر قال كنا عند الأعمش وهو يسأل أبا حنيفة عن مسائل ويجيبه ابو حنيفة فيقول له الأعمش من أين لک هذا فيقول انت حدثتنا عن إبراهيم بكذا وحدثتنا عن الشعبي بكذا قال فكان الأعمش عند ذلک يقول يا معشر الفقهاء أنتم الأطباء ونحن الصيادلة (اخبار ابی حنيفة و اصحابه للصيمری، ص ٢٦ و ٢٧)

[2] سلمة بن كهيل الحضرمی من أهل الكوفة يروى عن أبی جحيفة وجندب روى عنه الثورى والأعمش والناس مات يوم عاشوراء سنة إحدى وعشرين ومائة (الثقات لابن حبان، ج۴، ص ٣١٧، تحت رقم الترجمة: ٣٠٩۴)

سلمة بن كهيل بن حصين الحضرمی: أبو يحيى الكوفی التنعی، وتنعة بطن من حضرموت، وحكى أبو عبيد عن ابن الكلبی أن تنعة قرية فيها بئر برهون، دخل على عبد الله بن عمر بن الخطاب، وزيد بن أرقم ......قلت: روى عنه الإمام أبو حنيفة (مغانی الأخيار فی شرح أسامی رجال معانی الآثار، للعلامة بدر الدين عينی، ج ١، ص ۴٢٦، تحت رقم الترجمة: ٨٩٥)

عن ابن مهدی: لم يكن بالكوفة أثبت من أربعة: منصور وأبو حصين وسلمة بن كهيل وعمرو بن مرة، وكان منصور أثبت أهل الكوفة (التاريخ الكبير للبخارى، ج۴، ص ٧۴، تحت رقم الترجمة: ١٩٩٧)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط18) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر کا تراویح ایک امام کی اقتداء میں مقرر کرنا

احادیث وروایات سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضانُ المبارک کی راتوں میں تراویح کے عمل کی صحابۂ کرام کو ترغیب دیا کرتے تھے، اور تراویح کی فضیلت میں گزشتہ گناہوں کی معافی بتلایا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرَغِّبُ النَّاسَ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيْمَةِ أَمْرٍ فِيْهِ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (نسائی، رقم الحديث ٢١٩١، كتاب الصيام، ثواب من قام رمضان وصامه إيمانا واحتسابا)

ترجمہ: بے شک رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قیامِ رمضان کی ترغیب دیا کرتے تھے، اس کا وجوبی ولازمی حکم نہیں فرماتے تھے، پس آپ فرماتے تھے کہ جو شخص رمضان کا قیام ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے کرے تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے (نسائی)

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کے سامنے تراویح کی فضیلت بتلاتے تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی تراویح کی نماز کے عمل کو انجام دیا کرتے تھے۔

اور بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں اس کی وضاحت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل تین رات تک تراویح کی نماز جماعت سے صحابۂ کرام کو پڑھائی تھی، لیکن فرض ہونے کے خوف کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امامت میں تراویح کی نماز کو جاری نہیں رکھا، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی شکل میں تراویح

کی جماعت کی جانے لگی، ایک امام تراویح میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا، اورلوگ مقتدی بن کر قرآن مجید کی سماعت کیا کرتے تھے۔

چنانچہ صحیح ابنِ حبان کی روایت کے آخر میں ہے کہ:

فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ ، ثُمَّ کَذٰلِکَ کَانَ فِیْ خِلَافَةِ أَبِیْ بَکْرٍ وَصَدْرٍ مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ ، حَتّٰی جَمَعَهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ ، فَقَامَ بِهِمْ فِیْ رَمَضَانَ، وَکَانَ ذٰلِکَ أَوَّلُ اجْتِمَاعِ النَّاسِ عَلٰی قَارِءٍ وَاحِدٍ فِیْ رَمَضَانَ (صحیح ابن حبان) [1]

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا، اور معاملہ اسی حالت پر رہا (کہ لوگ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی شکل میں یا تنہا تراویح کی نماز ادا کیا کرتے تھے) پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں بھی یہی حالت رہی (کہ لوگ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی شکل میں اور کچھ لوگ تنہا تراویح کی نماز ادا کیا کرتے تھے)

یہاں تک کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب کی اقتداء میں سب لوگوں کو جمع کردیا، پھر انہوں نے سب لوگوں کو رمضان میں تراویح پڑھائی۔ اور یہ رمضان میں ایک قاری کی اقتداء میں سب کے جمع ہونے کا پہلی مرتبہ اجتماع تھا

(ابنِ حبان)

ان احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی خلافت کے زمانے سے پہلے بھی صحابۂ کرام میں تراویح کا معمول تھا، اور باجماعت تراویح اور امام کے قرآن مجید سنانے کا بھی معمول تھا، اور اس زمانے میں حفاظِ کرام کی کثرت تھی۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدُ القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ لَیْلَةً فِیْ رَمَضَانَ إِلَی

---

[1] رقم الحدیث ۲۵۴۳، کتاب الصلاة، فصل فی التراویح، ذکر خبر ثان یصرح بصحة ما ذکرناه.
فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحیح علی شرط مسلم.

اَلْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ (بخاری) [1]

ترجمہ: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات میں مسجدِ نبوی کی طرف گیا، تو دیکھا کہ لوگ چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں متفرق ہوکر تراویح کی نماز پڑھ رہے ہیں، کوئی اپنی نماز الگ پڑھ رہا ہے، اور کسی کے ساتھ چند لوگ مل کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں ان سب کو ایک قاری کی اقتداء میں جمع کردوں، تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔

پھر غور فکر (اور مشورہ) کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا پختہ ارادہ کرلیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں سب کو جمع کردیا، پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسری رات مسجد میں گیا، تو سب لوگ ایک قاری کی اقتداء میں تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ (ایک قاری کی اقتداء میں سب کو جمع کرنا) اچھی ایجاد ہے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک قاری کی اقتداء میں سب کو جمع فرمانے سے پہلے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف جماعتوں کی شکل میں اور بعض انفرادی طور پر تراویح پڑھا کرتے تھے، اور تراویح میں قرآن مجید بھی پڑھا اور سنا کرتے تھے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قاری کی اقتداء میں سب کو جمع فرمادیا۔

---

[1] رقم الحدیث ۲۰۱۰، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، واللفظ لہٗ، معرفۃ السنن والآثار للبیھقی، رقم الحدیث ۱۴۴۲، مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ۷۷۲۳.

www.idaraghufran.org

اورحضرت عمررضی اللہ عنہ کے اچھی ایجاد فرمانے کا مطلب یہی تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء کی تکمیل ہے، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی میں یہ عمل کیا تو یقیناً حضرت عمر رضی اللہ عنہ تاقیامت اس کارخیر کے اجروثواب کے مستحق ہیں۔

مذکورہ تفصیل ملاحظہ کرنے کے بعد بھی کسی کا یہ سمجھنا کہ تراویح کی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایجاد ہے، بڑی غلط فہمی بلکہ گمراہی ہے، کیونکہ تراویح کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دَور میں بھی رائج تھی، البتہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی شکل میں تراویح کی نماز ادا کی جایا کرتی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک امام کے پیچھے تراویح کی نماز جاری فرمادی، اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور منشاء کے مطابق تھا، جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عارِض کی وجہ سے عمل نہیں فرمایا تھا۔

(ماخوذ از: نمازِ تراویح کے فضائل واحکام، مصنفہ مفتی محمد رضوان صاحب، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

TOYOTA
GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA
GENUINE PARTS

اشرف آٹوز

ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور ریپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں

این ای-3956، چکلالہ روڈ
بالمقابل پی ایس او پٹرول پمپ
چاہ سلطان، راولپنڈی
Ph:051-5702727

4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500
5530555

ashrafautos.rawalpindi@gmail.com

پیارے بچو!

مولانا محمد ریحان

نااتفاقی اور ناچاقی کا انجام

پیارے بچو! ایک گھوڑا اور ہرن دونوں ایک ہی چراگاہ میں چرا کرتے تھے۔ کسی بات پر آپس میں اختلاف ہوگیا۔ ہرن نے اپنے نکیلے سینگوں سے مار کر گھوڑے کو چراگاہ سے نکال دیا۔ اب اس کو یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح دشمن سے انتقام لیا جائے۔

گھوڑے نے سوچا کہ میں اکیلا اپنے دشمن کا مقابلہ نہ کرسکوں گا اس لیے کسی انسان کی مدد چاہتا ہوں۔ انسان نے اس کے دشمن کو مناسب سزا دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس شرط پر کہ انسان اس کے منہ میں لگام دے اور پشت پر زین کسے اور اس پر سوار ہو کر چلے۔

گھوڑے پر بدلے کا بھوت سوار تھا اور بدلے کی آگ نے اس کی عقل پر پردہ ڈال رکھا تھا۔ وہ ان سب باتوں پر رضامند ہوگیا۔ اور انسان کو اپنی پشت پر سوار کر کے دشمن کے مقابلہ کو لے آیا اور بہت جلد دشمن کو شکست دے کر تمام چراگاہ پر اپنا قبضہ کرلیا۔ جب اس طرح گھوڑے کی دلی مراد پوری ہوگئی تو اس نے انسان کی مدد اور دوستی کا بہت بہت شکریہ ادا کر کے جانے کی رخصت چاہی۔ انسان نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور کہا کہ اے دوست! میں تیری خوبیوں سے ناواقف تھا۔ آج تجربہ ہوا کہ تو کتنا مفید اور کام کا جانور ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو اپنی خدمت میں رکھوں اور یوں آوارہ نہ پھرنے دوں۔ انسان نے گھوڑے کو آگے پیچھے سے باندھ لیا اور خوب کام لینے لگا۔ گھاس دانے کا بھی ایک مقرر حصہ رکھا۔ اور اس سے بوجھ اٹھانے اور سواری کا کام لینے لگا۔ اس وقت گھوڑے کو معلوم ہوا کہ دشمنی اور نااتفاقی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم دونوں اس عیش و آزادی سے محروم ہوگئے جو چراگاہ میں میسر تھی۔

جب تک کہ سبق ملاپ کا یاد رہا ۔۔۔ بستی میں ہر ایک شخص دل شاد رہا
جب رشک و حسد نے پھوٹ ان میں ڈالی ۔۔۔ دونوں میں سے ایک بھی نہ آباد رہا

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین

مفتی طلحہ مدثر

عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب (قسط7)

معزز خواتین! پچھلی اقساط میں تفصیل سے یہ بات سامنے آگئی کہ عرب معاشرے میں بیٹیوں کو انتہائی ناپسند سمجھا جاتا تھا اور اس کو اپنے لیے باعث عار ورسوائی سمجھتے تھے اور جس کو بیٹی کی خبر دی جاتی تھی وہ اس خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا تھا، اسی عار ورسوائی اور ذلت کو چھپانے کے لیے وہ اپنے بیٹیوں کو زندہ دفن کرکے ہلاک کردیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حرکت کا ذکر قرآن مجید میں بھی کیا ہے، عرب معاشرے میں شادی بیاہ کے جو مختلف طریقے رائج تھے ان کی کچھ تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

زمانہ جاہلیت میں شادی کے مروج طریقے

زمانہ جاہلیت میں شادی بیاہ کے بہت سے طریقے مروج تھے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

''نکاح شغار''

اس کا طریقہ یہ تھا کہ ایک شخص اپنی زیر کفالت بیٹی، بہن وغیرہ کا نکاح دوسرے شخص کے ساتھ اس شرط پر کراتا تھا کہ دوسرا شخص اپنی زیر کفالت بہن، بیٹی کا نکاح اس شخص سے کرے گا، ان دونوں کے درمیان کوئی مہر وغیرہ طے نہیں ہوتا تھا بس یہ ادلہ بدلہ ہی مہر تھا (بدقسمتی سے ہمارے ملک میں بھی بہت پسماندہ علاقوں میں نکاح کا یہ طریقہ رائج ہے، جس کو مقامی زبان میں وٹہ، سٹہ کہا جاتا ہے)

''نکاح استبضاع''

اس نکاح سے مراد یہ ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی بیوی کو دوسرے شخص سے تعلقات قائم کرنے کے لیے بھیج دیتا تھا اور جب تک حمل ظاہر نہ ہوجائے اس وقت تک خود اس سے الگ رہتا تھا، اور اس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اپنی نسل میں خوبصورت بچے پیدا ہوں یا ان میں سرداروں اور روٴساء کی صفات

مثلاً شجاعت، فصاحت وغیرہ منتقل ہوجائے (یہ ایسی ذلیل خصلت ہے جو اکثر جانوروں کے یہاں بھی قابلِ قبول نہیں لیکن جس معاشرے میں انسانیت گمراہی کی پستیوں میں جاگری ہو اس معاشرے کا جانوروں سے بدتر ہوجانا کوئی بعید نہیں)

''نکاح الرہط''

اس نکاح سے مراد یہ ہے کہ کسی قبیلے کے دس یا اس سے کم افراد کسی ایک عورت سے مختلف اوقات میں تعلق قائم کرتے تھے پھر جب اس عورت کو حمل ظاہر ہوجاتا تھا تو وہ ان سب کو بلا کر جس کو پسند کرتی یا مناسب سمجھتی اس کو کہہ دیتی کہ یہ تمہارا بچہ ہے اور جس کو بھی وہ عورت نامزد کردے اسے اس بات سے انکار کا حق حاصل نہیں ہوتا تھا۔

''نکاح الرایات'' یا ''نکاح البغایا''

اس سے مراد یہ تھا کہ فاحشہ اور کسبیہ عورتیں اپنے گھروں کے دروازوں پر جھنڈے یا علامات لگادیتی تھیں اور پھر جس شخص کی بھی خواہش ہو وہ ان سے تعلق قائم کرلیتا تھا، ان عورتوں کو کسی شخص کو منع کرنے یا روکنے کا اختیار نہیں تھا، اس نکاح میں اور نکاح الرہط میں یہ فرق تھا کہ نکاح الرہط میں دس سے زیادہ افراد نہیں ہوتے تھے جبکہ اس میں کسی تعداد کی تعیین نہیں تھی اور دوسرا فرق یہ تھا کہ ان مردوں میں سے کسی کے ساتھ بچہ کا نسب منسوب کرنے کا اختیار عورت کو نہیں تھا بلکہ یہ پہچان قیافہ شناس مختلف علامات سے کرتے تھے۔

''نکاح متعہ''

اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی بھی عورت کے ساتھ ایک مقررہ مدت تک نکاح کرلیتا تھا، اس میں نہ گواہ ہوتے تھے نہ ہی کوئی تقریب خطبہ وغیرہ بس خفیہ طور پر ایک خاص مہر پر اتفاق کرلیا جاتا تھا، پھر اس مدت کے ختم ہونے کے بعد خود بخود نکاح ختم ہوجاتا تھا طلاق وغیرہ دینے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

''نکاح الخِدن''

خِدن سے مراد دوست یا ساتھی کے ہیں اور نکاح الخدن سے مراد یہ ہے کہ مرد کسی عورت کو اپنے پاس

بغیر نکاح کے رکھ لیتا ہے اور اس سے تعلقات قائم کرتا ہے اور باہمی رضامندی سے نکاح جاری رہتا ہے اور جب چاہے باہمی رضامندی سے نکاح ختم ہوجاتا ہے کسی قسم کی طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی، یہ طریقہ بعینہ وہی ہے جس کا مغربی معاشرے میں رواج ہے۔

”نکاح البدل“

یعنی بدلے کی شادی اس سے مراد یہ تھا کہ دو مرد آپس میں ایک دوسرے کی بیویوں کو بدل لیتے تھے نہ پہلے شوہر سے کسی طلاق وعدت کی ضرورت، نہ دوسرے شوہر سے نکاح کے لیے عورت کی رضامندی، اجازت، مہر، ایجاب وقبول کسی قسم کی کوئی شرط، اس سے زیادہ عورت کی تذلیل اور حقارت آمیز سلوک اور کیا ہوسکتا ہے۔

”نکاح المقت“

اس سے مراد اللہ تعالےٰ کی نظر میں سخت ناپسندیدہ نکاح ہے، عرب میں یہ بھی رواج تھا کہ جب کسی عورت کا شوہر فوت ہوجائے تو اس کا بیٹا یا قریبی ولی اس عورت سے نکاح کرنے کا زیادہ حقدار ہوتا تھا خواہ عورت قبول کرے یا نہ کرے۔

”مروج نکاح“

اور نکاح کا ایک طریقہ وہی تھا جو اسلامی طریقہ کار ہے کہ کسی شخص کی بیٹی، بہن یا زیر کفالت لڑکی کا رشتہ بھیجا جاتا ہے اور مہر وغیرہ کے عوض باقاعدہ نکاح کیا جاتا ہے، یہ طریقہ بھی عرب میں رائج تھا۔

عرب میں نکاح کرنے کے یہ چند مختصر مروج طریقے تھے، جن کو پڑھ کر خود ہی ہر شخص بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس معاشرے میں عورت کی کیا عزت ہوگی جہاں ایسے طریقے رائج ہوں جو نکاح کہلائے جانے کا مستحق نہیں، بلکہ اپنی نفسانی خواہشات پوری کرنے کا ایک دھندا تھا اور اس بناوٹی نکاح اور زنا میں کوئی خاصا فرق باقی نہیں رہتا، پھر اس پر مزید یہ کہ اکثر افراد اس نام کے نکاح کا بھی تکلف گوارا نہیں کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کے معاشرے میں زنا بڑے پیمانے پر پھیلا ہوا تھا بلکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ لوگ زنا کا اقرار کرتے تھے، اور کچھ لوگ اپنی باندیوں کو جبراً زنا کرنے پر مجبور کرتے تھے جس سے بعد میں اسلام نے منع فرمایا۔

اللہ تعالیٰ دعا کے لیے اٹھائے ہوئے ہاتھوں کو، خالی واپس نہیں لوٹاتا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ (سنن الترمذی، رقم الحدیث 3556)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انتہائی حیاء والے، اور کریم ہیں، اس بات سے حیاء فرماتے ہیں کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف (دعا کے لئے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے کہ ان ہاتھوں کو خالی اور خسارہ کی حالت میں واپس لوٹائیں (ترمذی)

اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنے کی مذکورہ فضیلت کسی مخصوص موقع کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ جب بھی صدقِ دل اور اخلاص کے ساتھ دعاء مانگی جائے، تو اللہ تعالیٰ ان ہاتھوں کو خالی واپس لوٹانے سے حیاء فرماتے ہیں، یا تو یہ دعا دنیا میں ہی قبول کر لی جاتی ہے، یا پھر انسان کی بہتری اور بھلائی کے لیے آخرت میں ذخیرہ کر لی جاتی ہے، یا پھر اس کا کوئی اور نعم البدل عطا کر دیا جاتا ہے، اور یہ فضیلت نماز کے بعد کی دعا کے علاوہ دیگر اوقات کی دعا کو بھی شامل ہے، کسی مخصوص موقع کی دعا کے ساتھ خاص نہیں۔

Savour Foods®

RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923

ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9

Lahore
Shama Chowk
Ferozpur Road
Tel: 37422635,37422640

Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021

Melody Food Park
Tel:2873300

www.savourfoods.com.pk

ایک حج اور ایک عمرہ کے برابر ثواب رکھنے والے تین اعمال

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰی الْغَدَاۃَ فِیْ جَمَاعَۃٍ ثُمَّ قَعَدَ یَذْکُرُ اللّٰہَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَتْ لَہٗ کَأَجْرِ حَجَّۃٍ وَعُمْرَۃٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: تَامَّۃٍ تَامَّۃٍ تَامَّۃٍ (سنن ترمذی، رقم الحدیث 826)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پھر بیٹھ کر سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرتا رہا، پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں، تو اس کو ایک حج اور عمرہ کا اجر حاصل ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا، پورا، پورا (حج وعمرہ کا اجر) حاصل ہوگا (ترمذی)

مذکورہ حدیث سے فجر کی نماز باجماعت پڑھنے، اور اس کے بعد ذکر کرنے اور اشراق کی نماز کی دو رکعتیں پڑھنے کی خاص فضیلت معلوم ہوتی ہے، جو کہ ایک حج اور ایک عمرہ کے ثواب کے برابر ہے، اور اللہ کا ذکر خواہ تسبیح وتہلیل کی شکل میں ہو، یا تلاوت وسماعت کی شکل میں، یا علم میں مشغولی کی شکل میں، سب ذکر میں داخل ہے۔

اور اسی وجہ سے جو شخص دین کی بات یا قرآن مجید کی تلاوت سُنے، وہ بھی اس میں داخل ہے۔

نمازِ کے بعد تسبیحِ فاطمی کی فضیلت

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰہَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاۃٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ، وَحَمِدَ اللّٰہَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ، وَکَبَّرَ اللّٰہَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ، فَتِلْکَ تِسْعَۃٌ وَّتِسْعُوْنَ، وَقَالَ: تَمَامَ الْمِائَۃِ: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ غُفِرَتْ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھے، تو اس کی خطائیں معاف کردی جائیں گی، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں، تینتیس مرتبہ تسبیح (یعنی سبحان اللہ) اور تینتیس مرتبہ تحمید (یعنی الحمد للہ) اور تینتیس مرتبہ تکبیر (یعنی اللہ اکبر) پڑھے، تو یہ ننانوے کا عدد ہوجائے گا، اور فرمایا کہ سوویں تکبیر یہ ہے کہ:

”لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ“ (مسلم، حدیث 597”146“)

تسبیح، تحمید اور تکبیر والے اس ذکر کو ہماری آج کل کی معروف اور مروّج زبان میں ”تسبیحِ فاطمی“ کہا جاتا ہے، کیونکہ بعض روایات کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کی تلقین فرمائی تھی، اور مذکورہ حدیث سے اس کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418-خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

نماز کے بعد آیۃ الکرسی کی فضیلت

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ آیَۃَ الْکُرْسِیِّ فِیْ دُبُرِ الصَّلَاۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ کَانَ فِیْ ذِمَّۃِ اللّٰہِ إِلَی الصَّلَاۃِ الْأُخْرٰی (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث 2733)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو فرض نماز کے بعد آیتُ الکرسی پڑھے، تو وہ اگلی نماز تک اللہ کی ذمہ داری میں آجاتا ہے (معجم کبیر)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ آیَۃَ الْکُرْسِیِّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ لَمْ یَحِلْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ إِلَّا الْمَوْتُ (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، رقم الحدیث 124)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد آیۃُ الکرسی پڑھی، تو اس کے اور جنت کے درمیان سوائے موت کے اور کوئی چیز حائل نہیں ہوسکتی (ترجمہ ختم)

نیو عباسی الیکٹرونکس
بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED
فریج، ڈیپ فریزر، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے
Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances
شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

نماز کے بعد معوذتین کی فضیلت

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ (سنن الترمذی، رقم الحدیث 2903)

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا کہ میں ہر نماز کے بعد معوذتین (یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھوں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہر نماز کے بعد معوذات پڑھو (مستدرک حاکم، حدیث 929)

سورہ فلق اور سورہ ناس کے احادیث میں اور بھی فضائل اور فوائد آئے ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آندھی وطوفان کے وقت، اور جنات اور انسانوں کے شر سے حفاظت کے لئے ان دونوں سورتوں کا پڑھنا ثابت ہے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو بستر پر پہنچ کر اور بیماری کے وقت ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر اور ہاتھوں پر دَم کر کے اپنے جسم پر پھیرنا ثابت ہے۔

مذکورہ احادیث سے نماز کے بعد نماز کے مختلف مسنون وماثور دعاؤں اور اذکار کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، جن پر عمل پیرا ہوکر ہر مسلمان کو سعادت وبرکت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عارف فوڈز

حاجی محمد عارف
0300 / 0315-5131250
0322-5503460

حاجی عمران

حاجی امجد
0300 / 0315-5198823

حاجی کامران
0321 / 0312-5353160

L-72 بالمقابل ملکوں کا قبرستان
ظفر الحق روڈ، راولپنڈی
051-5503326-5504434-5503460

گلی نمبر 64، بالمقابل چوہدری ڈینٹل کلینک
چاہ سلطان روڈ، امر پورہ، راولپنڈی
051-5502260-5702260

ایسی تجارت کہ جس میں نقصان کا شائبہ تک نہ ہوگا

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الَّـذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ (سورة الفاطر، رقم الآيات 29)

ترجمہ: بے شک جو لوگ کتابُ اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو رزق دیا، اس میں سے چھپ کر اور ظاہری طور پر خرچ کرتے ہیں، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں کہ جو کبھی ختم نہ ہوگی (سورہ فاطر)

یعنی کتاب اللہ کی تلاوت، نماز قائم کرنے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے عمل پر ملنے والا اجر وثواب انتہائی عظیم الشان ہوگا، جو کبھی فناء نہیں ہوگا، اور یہ ایسی تجارت ہوگی، جو سراپا نفع سے بھرپور ہوگی۔

اور اسی طرح ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ دنیا کے فانی اور عارضی سامان کے مقابلہ میں آخرت کے باقی اور خیر والے اجر وثواب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ (سورة الشورىٰ، رقم الآية ٣٨)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز کو قائم کیا (سورہ شوریٰ)

یعنی ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے میں نماز قائم کرنے کا عمل اولین درجہ رکھتا ہے، اور نماز کو قائم کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے باقی رہنے والا اور خیر کا اجر وثواب تیار کر رکھا ہے۔

Idara Ghufran

ایمان اور کفر کے درمیان فرق والی چیز

حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَإِنَّهُ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ.

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کو جان بوجھ کر ہرگز نہیں چھوڑا جاسکتا، کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دیا، تو اس سے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ختم ہوگئی (مسند احمد، حدیث 26098)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ تَرْكُ الصَّلَاةِ(ترمذی حدیث نمبر ۲۵۴۳)

ترجمہ: بے شک نبی ﷺ نے فرمایا کہ کفر اور ایمان کے درمیان (فرق کرنے والی چیز) نماز کا چھوڑنا ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول نے نجات وبخشش کا وعدہ نہیں فرمایا، کیونکہ کافروں اور مسلمانوں میں سب سے اہم فرق کرنے والی چیز نماز ہے، اور جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے شخص کے متعلق مغفرت کی ضمانت نہیں دی گئی، جیسا کہ نماز قائم کرنے والے کے بارے میں جنت کا عہد اور وعدہ ہے کہ اللہ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائیں گے۔

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ سے متعلق احادیث وآثار (قسط1)

سوال

محترم جناب مولانا مفتی محمد رضوان صاحب

السلام علیکم ورحمۃُ اللہ وبرکاتہٗ !

آنجناب کے ماہنامہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے فقہ واجتہاد سے متعلق تحریر میں نمازِ جنازہ کے اندر سورہ فاتحہ کی قرائت کا مضمون ملاحظہ کیا۔

اس سلسلہ میں جناب نے جن احادیث وروایات کا ذکر فرمایا ہے، ان کے بارے میں گزارش ہے کہ ان کو اگر سند کے ساتھ ذکر فرمادیں، تو بہتر ہے۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا مختلف احادیث وآثار میں ذکر آیا ہے۔

ذیل میں ان احادیث وآثار کو بمع سند اور ضروری توضیح وتشریح کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث

حضرت مقسم سے روایت ہے کہ:

عن ابن عباس :أن النبی -صلی اللہ علیہ وسلم -قرأ علی الجنازة بفاتحة الکتاب (سنن ابن ماجه،رقم الحدیث ۱۴۹۵ ،باب ما جاء فی القراءة علی الجنازة)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ

www.idaraghufran.org

میں سورہ فاتحہ کی قرائت کی (ابن ماجہ)

اس حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے، البتہ خود حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کرنے اوراس کے مسنون ہونے کا صحیح سند سے ثبوت پایا جاتا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جنازہ میں بآوازِ بلند سورہ فاتحہ کی قرائت کرنا مروی ہے۔ [2]

---

[1] قال شعیب الارنؤوط:

إسناده ضعيف، إبراهيم بن عثمان -وهو العبسي -متروك .الحكم :هو ابن عتيبة، ومقسم :هو ابن بجرة، ويقال :نجدة.

وأخرجه الترمذي 1047)) عن أحمد بن منيع، بهذا الإسناد .وقال :حديث ابن عباس ليس إسناده بذاك القوي، إبراهيم بن عثمان منكر الحديث.

والصحيح ما أخرجه البخاري 1335))، وأبو داود 3198))، والترمذي 1048))، والنسائي 4/ 74و 75من طريق طلحة بن عبد الله بن عوف قال :صليت خلف ابن عباس على جنازة، فقرأ بفاتحة الكتاب، قال :ليعلموا أنها سنة .وهو في "صحيح ابن حبان 3071) ") و (3072)(حاشية سنن ابنِ ماجه)

[2] حدثنا عبد الرحمن بن سلم الرازي قال: نا سليم بن منصور بن عمار قال: نا يحيى بن يزيد بن عبد الملك النوفلي قال: نا أبو عبادة الزرقي، عن الزهري، عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة، عن ابن عباس قال: أتي بجنازة جابر بن عتيك أو قال: سهل بن عتيك، وكان أول من صلى عليه في موضع الجنائز، فتقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم، فكبر، فقرأ بأم القرآن فجهر بها، ثم كبر الثانية، فصلى على نفسه وعلى المرسلين، ثم كبر الثالثة، فدعا للميت، فقال: اللهم اغفر له، وارحمه، وارفع درجته، ثم كبر الرابعة، فدعا للمؤمنين والمؤمنات، ثم سلم.

لم يرو هذا الحديث عن الزهري إلا أبو عبادة الزرقي، ولا عن أبي عبادة إلا يحيى بن يزيد، تفرد به: سليم بن منصور (المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ۴۷۳۹)

حدثنا عبد الرحمن بن سلم الرازي، ثنا سليم بن منصور بن عمار، ثنا يحيى بن يزيد بن عبد الملك بن المغيرة النوفلي، حدثني عيسى بن سبرة أبو عبادة الزرقي، عن الزهري، عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة، عن ابن عباس، رضي الله عنه قال: أتي بجنازة سهل بن عتيك رضي الله عنه وكان أول من صلى عليه في موضع الجنائز فتقدم عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى وكبر، فقرأ بأم القرآن فجهر بها، ثم كبر الثانية وصلى على نفسه وعلى المرسلين، ثم كبر الثالثة فدعا للميت، فقال: اللهم اغفر له وارحمه، وارفع درجته، وأعظم أجره، وأتمم نوره، وأفسح له في قبره، وألحقه بنبيه ثم كبر الرابعة فدعا للمؤمنين والمؤمنات ثم سلم (الدعاء للطبراني، رقم الحديث ۱۱۹۱)

اور بآوازِ بلند قرائت کرنے کی وجہ آگے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتی ہے، یعنی دوسروں کو اس کا سنت بتلانا اور تعلیم دینا مقصود تھا۔

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ؎1

جبکہ ناصرالدین البانی صاحب نے مذکورہ حدیث کو منکر قرار دیا ہے۔ ؎2

؎1 قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الأوسط، وفيه يحيى بن يزيد بن عبد الملک النوفلى، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٤١٥٩)

؎2 منكر.أخرجه الطبرانى فى "الدعاء (3/1358/1190) " ، وفى "المعجم الأوسط (1/291/1/4875)") من طريق سليم بن منصور بن عمار :ثنا يحيى بن يزيد بن عبد الملک بن المغيرة النوفلى :حدثنى عيسى بن سبرة أبو عبادة الزرقى عن الزهرى عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابن عباس رضى الله عنه قال ... :فذكره، وقال ":لم يروه عن الزهرى إلا أبو عبادة الزرقى، ولا عنه إلا يحيى بن يزيد، تفرد به سليم بن منصور ."

قلت :وهذا إسناد واه جدا مسلسل بالعلل :أولا :أبو عبادة الزرقى -اسمه :عيسى بن عبد الرحمن بن فروة، وقيل :ابن سبرة -وهو متروک كما فى "التقريب."

ثانيا :يحيى بن يزيد بن عبد الملک فهو مجهول الحال عندى؛ وإن ضعفه من يأتى، وقد ساق له ابن عدى 248 - 7/247)) ثمانية أحاديث كلها من روايته عن أبيه، وعقب عليها بقوله ":له غير ما ذكرت، وهو ضعيف، ووالده يزيد ضعيف، والضعف على أحاديثه التى أمليت والتى لم أمل بين، وعامتها غير محفوظة ."

قلت :ولذلک قال ابن أبى حاتم عن أبيه ":منكر الحديث، لا أدرى منه أو من أبيه، لا ترى فى حديثه حديثامستقيما ."

قال" :سئل أبو زرعة عن يحيى بن يزيد؟ قال :لا بأس به، إنما الشأن فى أبيه، بلغنى عن أحمد بن حنبل أنه قال :لا بأس به، ولم يكن عنده إلا حديث أبيه، ولو كان عنده غير حديث أبيه؛ لتبين أمره ."

قلت :فإذا لم يعرف إلا بروايته عن أبيه الضعيف؛ فلا سبيل حينئذ إلى معرفة ضبطه من سوء حفظه؛ بل ولا إلى تبين صدق من كذبه، مهما كثر الرواة عنه -كما هو ظاهر -، ولذلک قلت: إنه مجهول عندى.

نعم، لقد عقب الحافظ فى "اللسان "فى آخر ترجمته بهذا الحديث الذى رواه عن غير أبيه، وهو أبو عبادة الزرقى، وهذا يقال فيه ما قلت وأكثر فى (يحيى) ،

فإن الزرقى أسوأ حالا منه؛ لأنه متروک كما تقدم.وأيضا فالراوى عنه؛ (سليم بن منصور بن عمار) لم يتبين حاله فى الحفظ والضبط، فإن الذهبى الحافظ الناقد لما أورده فى "المغنى "لم يستطع (إلا) أن يقول فيه:تكلم فيه ولم يترک."وهذه علة ثالثة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے ''نتائج الافکار'' میں مذکورہ حدیث کے دوسرے طرق نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

'' ومع هذه الطرق لا يطلق فی حديث ابن عباس الغرابة ''

یعنی ''ان طرق کے ساتھ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث پر ''غرابت'' کا اطلاق نہیں کیا جائے گا'' [1]

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کے مختلف طرق ہونے اوراس کے مختلف سندوں سے مروی ہونے کی وجہ سے اس کے زیادہ ضعیف ہونے کی طرف مائل نہیں ہیں۔

والله تعالیٰ اعلم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾وثمة علة رابعة وهی أن المحفوظ بالسند الصحيح عن الزهری عن أبی أمامة -وهو :ابن سهل بن حنيف الأنصاری -قال:السنة فی الصلاة على الجنازة أن يقرأ فی التكبيرة الأولى بأم القرآن مخافتة ...الحديث .وهو مخرج فی "أحكام الجنائز 141) ").

فقوله فی حديث الترجمة" :فجهر بها "منكر مخالف لهذا الحديث الصحيح.

وقد أشار الحافظ فی ترجمة (سهل بن عتيک) إلى هذه المخالف سندا، ولم يشر إلى المخالفة متنا !وليس يخفى أن هذه أهم من التی قبلها .ومن هذا القبيل قوله فی الدعاء :

"وألحقه بنبيه ."فإنه منكر أيضا، لم يرد فی شیء من أدعية الصلاة على الجنازة -فيما علمت -وقد روى الطبرانی الكثير منها .والله سبحانه وتعالى أعلم(سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۶۴۶۴)

[1] قال الطبرانی: لم يروه عن الزهری إلا أبو عبادة ولا عنه إلا يحيى بن يزيد، تفرد به سليم بن منصور.

قلت: إن أراد أن أبا عبادة تفرد برفعه وإلا فرواية يعقوب ترد عليه.

وأبو عبادة اسمه عبد الله بن عيسى، وهو والراوی عنه مدنيان ضعيفان ولم ينفرد به سليم بن منصور كما قال، بل رواه عن يحيى بن يزيد غيره.

قرأت على خديجة بنت أبی إسحاق بن سلطان، عن القاسم بن أبی غالب إجازة إن لم يكن سماعا، عن محمود بن إبراهيم بن سفيان، قال: أخبرنا محمد بن أحمد بن عمر، قال: أخبرنا عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق، قال: أخبرنا أبی، قال: أخبرنا عبد الله بن جعفر الفارسی، قال: حدثنا يعقوب بن سفيان الفسوی، قال: حدثنا عبد الله بن الزبيری الحميدی، قال: حدثنا يحيى بن يزيد بن عبد الملک النوفلی فذكره بسنده مختصرا وأوله: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى بجنازة سهل بن عتيک ولم يتردد فی اسمه.

ومع هذه الطرق لا يطلق فی حديث ابن عباس الغرابة (نتائج الافكار لابن حجر، ج۴، ص ۳۸۳، باب أذكار الصلاة على الميت، المجلس: ۳۸۸)

www.idaraghufran.org

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث

امام شافعی رحمہ اللہ نے ابراہیم بن محمد اسلمی سے، اور انہوں نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے، اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ عَلَى الْمَيِّتِ أَرْبَعًا، وَقَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى (مسند الشافعي، رقم الحديث ۵۸۴، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ میں چار تکبیرات کہیں، اور پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ کی قرائت کی (مسند الشافعی)

اس حدیث کو امام حاکم نے بھی اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ [1]

مذکورہ حدیث میں ایک راوی ''ابراھیم بن محمد اسلمی'' پائے جاتے ہیں، جو مذکورہ حدیث میں امام شافعی کے شیخ ہیں، ان پر محدثین نے جرح فرمائی ہے، بعض حضرات نے ان کو ''متروک'' اور بعض نے ''متهم بالكذب'' بھی قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، أنبأ الربيع بن سليمان، أنبأ الشافعي، ثنا إبراهيم بن أبي يحيى، ثنا عبد الله بن محمد بن عقيل، عن جابر، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكبر على جنائزنا أربعا، ويقرأ بفاتحة الكتاب في التكبيرة الأولى (مستدرك حاكم، رقم الحديث ۱۳۲۵)

[2] قال ابن حجر:

إبراهيم بن محمد بن أبي يحيى الأسلمي أبو إسحاق المدني متروك من السابعة مات سنة أربع وثمانين وقيل إحدى وتسعين (تقريب التهذيب، ج ا، ص ۹۵، رقم الترجمة ۲۴۱)

وقال الذهبي:

ق: إبراهيم بن أبي يحيى الفقيه المدني أحد الأعلام، وهو إبراهيم بن محمد بن أبي يحيى الأسلمي (الوفاة: 181 - 190هـ)

روى عن: الزهري، وابن المنكدر، وصفوان بن سليم، وموسى بن وردان، وصالح مولى التوأمة، وطبقتهم .وعنه: الشافعي، وإبراهيم بن موسى الفزاري، والحسن بن عرفة، وطائفة، وهو الذي يروي عنه الشافعي فيدلسه فيقول: حدثني من لا أتهم، قال الشافعي: كان قدريا، ونهى ابن عيينة عن الكتابة عنه۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾وقال أبو يحيى هارون بن عبد الله الزهري: حدثنا إبراهيم بن سعد، قال: كنا نسمي إبراهيم بن أبي يحيى، ونحن نطلب الحديث: خرافة.

وقال بشر بن عمر الزهراني: نهاني مالك عن إبراهيم بن أبي يحيى، فقلت: من أجل القدر تنهاني؟ فقال: ليس هو في حديثه بذاك.

أبو همام الوليد بن شجاع: سمعت إبراهيم بن أبي يحيى يشتم بعض السلف.

سفيان بن عبد الملك: سألت ابن المبارك: لم تركت حديث إبراهيم بن أبي يحيى؟ قال: كان مجاهرا بالقدر، وكان اسم القدر يغلب عليه، وكان صاحب تدليس.

إبراهيم بن محمد بن عرعرة: سمعت يحيى بن سعيد يقول: سألت مالكا عن إبراهيم بن أبي يحيى: أثقة في الحديث؟ قال: لا، ولا في دينه.

عبد الله بن أحمد: سمعت أبي يذكر، عن المعيطي، عن يحيى بن سعيد قال: كنا نتهمه بالكذب، يعني: إبراهيم بن أبي يحيى .قال أبي: قدري جهمي كل بلاء فيه، يعني: إبراهيم.

وسمعت أبي يقول: ترك الناس حديثه، وأبوه ثقة.

وعن ابن معين قال: ليس بثقة.

وروى عباس، عن ابن معين قال: كان إبراهيم بن أبي يحيى رافضيا قدريا وقال مرة: كان كذابا رافضيا.

وقال أبو داود: قدري رافضي كذاب.

أحمد بن علي الأبار: حدثنا محمد بن عبد الرحمن القرمطي، قال: حدثنا يحيى الأسدي، قال: حدثنا إبراهيم بن أبي يحيى، وأملى على رجل غريب ثلاثين حديثا فجاء بها من الحسن شيئا عجبا، وقال للغريب: لو ذهبت إلى ذاك الحمار فحدثك بثلاثة أحاديث لفرحت بها، يعني: مالكا.

عبد الله بن أحمد بن حنبل: حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن السمرقندي: سمعت يزيد بن هارون يكذب زياد بن ميمون، وإبراهيم بن أبي يحيى.

وقال البخاري: قدري جهمي، تركه ابن المبارك، والناس.

وقال يحيى القطان: لم يترك للقدر بل للكذب.

ابن خزيمة: حدثنا ابن عبد الحكم: سمعت الشافعي يقول: كان ابن أبي يحيى أحمق، أو قال: أبله، كان لا يمكنه جماع النساء، فأخبرني من رآه معه فأس، فقال: بلغني أنه من بال في ثقب فأس أمكنه الجماع، فدخل خربة فبال في الفأس.

وقال مؤمل بن إسماعيل: سمعت يحيى القطان يقول: أشهد على إبراهيم بن أبي يحيى أنه يكذب.

وقال محمد ابن البرقي في "الضعفاء "له: إبراهيم بن أبي يحيى كان يرى القدر والتشيع والكذب.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

عمر رضی اللہ عنہما نے ہمیں نمازِ جنازہ میں جن چیزوں کی اجازت دی، ان کی دوسری چیزوں میں اجازت نہیں دی، یعنی ان حضرات نے نمازِ جنازہ میں کوئی چیز متعین نہیں فرمائی۔ [1]

جس کا مطلب یہ ہے کہ نمازِ جنازہ میں کوئی مخصوص دعا اور کچھ پڑھنے کے اندر اتنی پابندی نہیں، جتنی دوسری عام نمازوں میں ہے، اسی وجہ سے مختلف احادیث میں مختلف دعاؤں کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقال النسائی: متروک الحدیث.

وأما ابن عدی فصلحه، وقال: لم أجد له حدیثا منکرا إلا عن شیوخ یحتملون.

وقد حدث عنه: ابن جریج، والثوری، والکبار، وله کتاب "الموطأ"، هو أضعاف "موطأ مالک"، وأحادیث کثیرة.

وقال أبو إسحاق الجوزجانی: فیه ضروب من البدع، فلا یشتغل بحدیثه فإنه غیر مقنع.

قلت: اسم جده أبی یحیی: سمعان، وقد تقرر أن إبراهیم من الضعفاء بلا ریب.

وهل هو متروک أو لا؟ فیه قولان. مات سنة أربع وثمانین ومائة(تاریخ الاسلام للذهبی، ج۴ص۸۰۵ الیٰ ۸۰۷، رقم الترجمة ۱۴)

وقال ابوحذیفة نبیل بن منصور البصارة الکویتی:

قال الحافظ :تنبیه :لیس فی حدیث الباب بیان محل قراءة الفاتحة، وقد وقع التصریح به فی حدیث جابر، أخرجه الشافعی بلفظ" :وقرأ بأم القرآن بعد التکبیرة الأولی "أفاده شیخنا فی شرح الترمذی وقال :إنّ سنده ضعیف "

أخرجه الشافعی فی "الأم "(239 /1) عن إبراهیم بن محمد الأسلمی عن عبد الله بن محمد بن عَقیل عن جابر أنّ النبی -صلی الله علیه وسلم -کبر علی المیت أربعًا وقرأ بأم القرآن بعد التکبیرة الأولی.

ومن طریقه أخرجه الحاکم (358 /1) والبیهقی (39 /4)

والأسلمی کذبه یحیی القطان وابن معین وابن المدینی وغیرهم(أنِیسُ السَّاری فی تخریج احادیث فَتح البَاری، رقم الحدیث ۱۹۷ ۵"۴۰۳"باب قراءة فاتحة الکتاب علی الجنازة)

[1] حدثنا عبد الله بن سعید، قال: حدثنا حفص بن غیاث، عن حجاج، عن أبی الزبیرعن جابر، قال: ما أباح لنا رسول الله – صلی الله علیه وسلم – ولا أبو بکر، ولا عمر فی شیء ما أباحوا فی الصلاة علی المیت؛ یعنی لم یوقت (سنن ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۱۵۰۱)

[2] قوله :(وما أباح إلخ) أی ما عمم لنا فی جواز شیء من الأوقات مثل تعمیم الصلاة فیدل علی أنه جوز صلاة الجنائز فی کل الأوقات ولیس فیها وقت مکروه وهذا المعنی مع کونه خلاف ما تفیده الأحادیث لا یوافق ترجمة المصنف ولهذا قیل لعل المراد أنه لم یوقف فیها الدعاء أی فیدعی له بأی دعاء کان وفی الزوائد حجاج بن أرطاة قد کان کثیر التدلیس مشهورا بذلک وقد رواه بالعنعنة کذا فی الزوائد(حاشیة السندی علی سنن ابن ماجه، ج۱،ص۴۵۷،باب ما جاء فی الدعاء فی الصلاة علی الجنازة)

www.idaraghufran.org

مگر مذکورہ حدیث کی سند کو اہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

حضرت امِّ شریک رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث

حضرت امِّ شریک انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أمرنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أن نقرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب (سنن ابن ماجه،رقم الحديث ١٤٩٦، باب ما جاء فى الدعاء فى الصلاة على الجنازة)

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کرنے کا حکم فرمایا(ابن ماجہ)

عرب کے شیخ شعیب ارنؤوط نے سنن ابنِ ماجہ کی تحقیق میں مذکورہ حدیث کو ''شهر بن حوشب'' اور ''ابو جعفر حماد بن جعفر'' کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

[1] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف، حجاج -وهو ابن أرطأة- مدلس، وقد رواه بالعنعنة .أبو الزبير: هو محمد بن مسلم بن تدرس المكي.

وأخرجه ابن أبي شيبة 3/ 294 و 415عن حفص بن غياث، بهذا الإسناد.

وأخرجه أبو يعلى (2179)من طريق إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع، عن أبي الزبير، به.

وإبراهيم ضعيف .وليس قوله:" يعني لم يوقت "لا عند ابن أبي شيبة ولا أبي يعلى.

وأخرجه أحمد (14846)من طريق حجاج، عن أبي الزبير قال: سئل جابر عما يدعى للميت، فقال: ما أباح لنا فيه رسول الله – صلى الله عليه وسلم – ولا أبو بكر ولا عمر(حاشية سنن ابنِ ماجه)

وقال الصنعاني:

هذا إسناد ضعيف حجاج هو ابن أرطاة كان كثير التدليس مشهور بذلك رواه أحمد بن منيع في مسنده عن عبد القدوس بن بكر بن حنيش عن الحجاج به ورواه أبو يعلى الموصلي حدثنا عقبة بن مكرم حدثنا يونس بن بكير عن إبراهيم بن إسماعيل عن أبي الزبير(مصباح الزجاجة في زوائد ابنِ ماجه، رقم الحديث ٥٣٩،باب الدعاء في الصلاة على الجنازة)

[2] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب، وكذا الراوي عنه حماد بن جعفر .أبو عاصم :هو الضحاك بن مخلد النبيل .وأخرجه ابن الجوزي في "التحقيق في أحاديث الخلاف 2/ 15 " من طريق ابن ماجه عن إبراهيم بن المستمر، بهذا الإسناد (حاشية سنن ابن ماجه)

جبکہ بعض اہلِ علم حضرات نے مذکورہ حدیث کوشدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

لیکن علامہ بوصیری نے ''مصباح الزجاجة ''میں ''شهر بن حوشب '' کے متعلق اختلاف کی وجہ سے اس حدیث کو ''حسن '' قرار دیا ہے۔ ۲

نیز علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب نے بھی ''اعلاء السنن ''میں اس حدیث کے ''حسن '' ہونے کی طرف اپنا رجحان ظاہر کیا ہے۔ ۳

اور ساتھ ہی علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب نے اس حدیث میں ''امر'' کو ''ندب'' پر محمول کیا ہے، تاکہ یہ اپنے سے قوی دوسری احادیث کے معارِض ہوکر ساقطُ الاعتبار نہ ہوجائے۔ ۴

---

۱ وحماد بن جعفر منكر الحديث كما قال ابن عدى إلا أنه تابعه مرزوق أبو عبد الله الشامى وهو صدوق وقد اختلف فيه عليه فقال عنه حماد بن بشير وهو ضعيف جدًّا عن شهر بن حوشب عن أم شريك، وقال محمد بن حمران وعبد الواحد بن واصل عنه عن حماد بن جعفر عن شهر به فرجع الحديث إلى حماد .وشهر معروف بالضعف فالحديث ضعيف جدًّا لذلک وحكى الترمذى فى علله الكبير ص 145عن البخارى تضعيف الحديث.

تنبيه:وقع فى الكامل: " مرزوق وأبو عبد الله الشامى "وهو غلط صوابه:" مرزوق أبو عبد الله ."(نزهة الألباب فى قول الترمذى وفى الباب، لابى الفضل حسن بن محمد بن حيدر الوائلىّ الصنعانىّ، ج۳ص ۱۶۵۱، رقم الحديث ۱۷۰۲''۷۷''قوله: باب ما جاء فى القرائة على الجنازة بفاتحة الكتاب)

۲ هذا إسناد حسن شهر والراوى عنه مختلف فيهما رواه أبو يعلى الموصلى فى مسنده من طريق حماد بن جعفر به(مصباح الزجاجة فى زوائد ابن ماجه،تحت رقم الحديث ۵۳۸،باب ما جاء فى القرائة على الجنازة)

۳ قلت: حماد هذا لين الحديث كما فى ''التقريب'' ووثقه ابن معين، وابن حبان، وابن شاهين. وقال الازدى: نسب الى الضعف ، وقال ابن عدى: اظنه بصرى منكر الحديث، ذكره فى ''تهذيب التهذيب'' فهو حسن الحديث، وشهر مختلف فيه حسن الحديث، كما قدم، وباقى الاسناد حسن ايضاً (اعلاء السنن، ج۶ ص۲۵۶۳، ابواب الجنائز، باب كيفية الجنازة، مطبوعة : دارالفكر، بيروت، الطبعة الاولىٰ: ۱۴۲۱ھ ،2001ء)

واسنادها حسن (اعلاء السنن، ج۶ ص۲۵۶۷، ابواب الجنائز، باب كيفية الجنازة، مطبوعة : دارالفكر، بيروت، الطبعة الاولىٰ: ۱۴۲۱ھ ،2001ء)

۴ وايضاً فقول الصحابى :''امرنا النبى صلى الله عليه وسلم بكذا'' قد اختلف فى دلالته على الوجوب، فان الوجوب مختص بصيغة ''افعل ''دون لفظ ''الامر'' كما ذكره الاصوليون مفصلا. وايضاً ففى سنده كلام كما تقدم، واثر ابن عباس اقوى منه سندا، وقد صرح بكون القراءة سنة، فيحمل الامر فى حديث ام شريك على الندب كيلا يعارض ما هو اقوى منه فيصير ساقط الاعتبار، فافهم (اعلاء السنن، ج۶ ص۲۵۶۷، ابواب الجنائز، باب كيفية الجنازة، مطبوعة : دارالفكر، بيروت، الطبعة الاولىٰ: ۱۴۲۱ھ ،2001ء)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث

امام طبرانی رحمہ اللہ نے علی بن عبدالعزیز سے، انہوں نے معلیٰ بن اسد عمی سے، انہوں نے محمد حمران سے، انہوں نے ابوعبداللہ مرزوق شامی سے، انہوں نے ابوجعفر حماد بن جعفر سے، انہوں نے شہر بن حوشب سے، اور انہوں نے حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إذا صليتم على الجنازة فاقرء وا بفاتحة الكتاب (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۴۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازہ کی نماز پڑھو، تو سورہ فاتحہ کی قرائت کرو (طبرانی)

مذکورہ حدیث کی سند میں بھی اس سے پہلی حدیث کی طرح ''شھر بن حوشب''اور''ابو جعفر حماد بن جعفر'' دونوں راوی پائے جاتے ہیں، اس لیے اس حدیث کی سند کا حکم بھی اس سے پہلی حدیث سے مختلف نہیں ہوگا کہ یہ حدیث بعض کے نزدیک ضعیف یا شدید ضعیف اور بعض کے نزدیک حسن ہوگی۔ **واللہ تعالیٰ اعلم۔** [1]

حضرت اِم عفیف رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث

امام طبرانی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے، انہوں نے محمد بن ابی بکر مقدمی سے، نیز امام طبرانی نے علی بن عبدالعزیز سے، انہوں نے عاصم بن علی سے، اور پھر انہوں نے عبدالمنعم ابوسعید حرانی اسواری سے، انہوں نے صلت بن دینار سے، انہوں نے ابوعثمان نہدی سے، اور انہوں نے امِ عفیف رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ:

---

[1] قال ابن حجر:

وفي سنده حماد بن جعفر العبدي وفيه لين عن شهر بن حوشب وفيه مقال (نتائج الافكار، ج۴ص ۳۷۶، باب أذكار الصلاة على الميت، المجلس: ۲۸۶)

وقال الهيثمي:

رواه الطبراني في الكبير، وفيه معلى بن حمران ;ولم أجد من ذكره، وبقية رجاله موثقون، وفي بعضهم (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۱۵۶،باب الصلاة على الجنازة)

www.idaraghufran.org

بـايـعـنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حين بايع النساء، فأخذ عليهن أن لا تـحـدثـن الـرجـل إلا مـحـرمـا، وأمـرنا أن نقرأ على ميتنا بفاتحة الكتاب(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۴۱۰)

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت بیعت کی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو بیعت کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے یہ عہد لیا کہ وہ اجنبی مرد سے محرم کے بغیر بات نہ کریں، اور ہمیں (یعنی مسلمانوں کو) اپنے مُردوں پر سورہ فاتحہ کی قرائت کا حکم فرمایا (طبرانی)

علامہ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس میں ایک راوی ''عبدالمنعم ابو سعید'' پائے جاتے ہیں، جو کہ ضعیف ہیں۔ [1]

''عبدالمنعم ابو سعید'' کو بعض محدثین نے ''منکر الحدیث'' بعض نے ''غیر قوی'' اور ''غیر ثقة'' اور بعض نے ''متروک'' قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] رواه الطبرانی فی الكبير، وفيه عبد المنعم أبو سعيد، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۱۵۷، باب الصلاة على الجنازة)

[2] قال المزی:

ت عبد المنعم بن نعيم الأسواری، أبو سعيد البصری صاحب السقاء.

روى عن: سعيد الجريری، والصلت بن دينار، ويحيى بن مسلم (ت).

روى عنه: حسان بن إبراهيم الكرمانی، وعقبة بن مكرم العمی، ومحمد بن أبی بكر المقدمی، ومعلى بن أسد (ت)، ويونس بن محمد المؤدب (ت). قال البخاری، وأبو حاتم: منكر الحديث.

وقال النسائی: ليس بثقة.

وقال الحاكم أبو أحمد: ليس بالقوی عندهم.

روى له الترمذی حديثا واحدا يأتی ذكره فی ترجمة يحيى بن مسلم إن شاء الله (تهذيب الكمال للمزی، ج۱۸ ص ۴۳۹، ۴۴۰، رقم الترجمة ۳۵۷۹)

وقال ابن حجر:

"ت عبد المنعم "بن نعيم الإسواری أبو سعيد البصری صاحب السقاء روى عن يحيى ابن مسلم والصلت بن دينار وسعيد الجريری وعنه يونس بن محمد وحسان بن إبراهيم ومعلى ابن أسد ومحمد بن أبی بكر المقدمی وعقبة بن مكرم العمی قال البخاری وأبو حاتم منكر الحديث

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث

امام طبرانی رحمہ اللہ، معاذ سے، وہ عبدالرحمٰن بن مبارک عیشی سے، وہ ناہض بن قاسم سے، وہ اسماعیل مکی سے، وہ زہری سے، وہ ابوسلمہ سے، اوروہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعَ مِرَارٍ بِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ٨٥٧٠)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ میں چار مرتبہ ''الحمدللہ رب العالمین'' پڑھا(طبرانی)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نقل کرکے فرمایا کہ اس حدیث کو زہری سے صرف اسماعیل مکی نے ہی روایت کیا ہے، اوراس کو اسماعیل مکی سے صرف ناہض بن قاسم نے روایت کیا ہے، جن سے عبدالرحمٰن بن مبارک نے تفرد اختیار کیا ہے۔ [1]

اورعلامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے طبرانی کی مذکورہ حدیث کو نقل کرکے فرمایا کہ اس حدیث میں ''ناھض بن قاسم'' راوی پائے جاتے ہیں، جن کی مجھے محدثین سے توضیح نہیں ملی، اوراس حدیث کے باقی راوی ثقہ ہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾وقال النسائی لیس بثقة وقال الحاکم لیس بالقوی عندھم له عنده حدیث عن یحیی بن مسلم به وقال الساجی ضعیف الحدیث وقال الدارقطنی متروک(تھذیب التھذیب، ج٦ص ٤٣١، ٤٣٢، رقم الترجمة ٨٠٩)

وقال ایضاً:عبد المنعم ابن نعیم الأسواری أبو سعید البصری صاحب السقاء متروک من الثامنة ت (تقریب التھذیب، ص٣٦٦، رقم الترجمة ٤٢٣٤)

[1] قال الطبرانی:

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، إِلَّا إِسْمَاعِيلُ الْمَكِّيُّ، وَلَا رَوَاهُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ إِلَّا نَاهِضُ بْنُ الْقَاسِمِ، تَفَرَّدَ بِهِ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُبَارَكٍ "(حوالہ بالا)

[2] وقال الھیثمی:

رواه الطبرانی فی الأوسط، وفیه ناھض بن القاسم ;ولم أجد من ترجمه، وبقیة رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ٤١٥٨،باب الصلاة علی الجنازة)

www.idaraghufran.org

ابوالشیخ اصبہانی ’’طبقات المحدثین ‘‘میں روایت کرتے ہیں کہ:

حدثنا أحمد ، قال :ثنا الحسين بن عيسى ، قال :ثنا إسماعيل بن أبان الوراق ، قال :ثنا يحيى بن يعلى الأسلمي ، عن يونس بن خباب ، عن ابن شهاب ، عن سعيد بن المسيب ، عن أبي هريرة ، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب ويأخذ شماله بيمينه(طبقات المحدثين بأصبهان لأبي الشيخ الأصبهاني، رقم الحديث ١٠٨٠)

ترجمہ: ہم سے احمد نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حسین بن عیسیٰ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے اسماعیل بن ابان وراق نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن یعلیٰ اسلمی نے بیان کیا، یونس بن خباب کی سند سے، انہوں نے ابنِ شہاب کی سند سے، انہوں نے سعید بن مسیّب کی سند سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کیا کرتے تھے، اور اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑا کرتے تھے (طبقات المحدثین)

مذکورہ حدیث میں ’’یحییٰ بن یعلیٰ اسلمی ‘‘اور’’یونس بن خباب ‘‘ کومحدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] بخ ت :يحيى بن يعلى الأسلمي القطواني ، أبو زكريا الكوفي......قال عبد الله بن أحمد بن الدورقي ، عن يحيى بن معين :ليس بشيء .وقال البخاري مضطرب الحديث.وقال أبو حاتم ضعيف الحديث، ليس بالقوي .وقال أبو أحمد بن عدي : كوفي من شيعتهم.روى له البخاري في "الأدب "والترمذي(تهذيب الكمال في أسماء الرجال،ج٣٢،ص ٥٢، رقم الترجمة ٦٩٥١)

بخ : يونس بن خباب الأسيدي ، أبو حمزة،ويقال: أبو الجهم، الكوفي، مولى بني أسيد......

قال علي ابن المديني ، عن يحيى بن سعيد القطان: ما تعجبنا الرواية عن يونس بن خباب.

وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبيه: كان عبد الرحمن بن مهدي لا يحدث عن يونس بن خباب.

وقال أبو موسى محمد بن المثنى:ما سمعت يحيى ولا عبد الرحمن يحدثان عن سفيان عن يونس بن خباب.

وقال إسحاق بن منصور، عن يحيى بن معين: لا شيء.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پرملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

بہرحال کئی مرفوع احادیث میں نمازِ جنازہ کے اندر سورہ فاتحہ پڑھنے کا ذکر ملتا ہے، جن میں سے بعض احادیث شدید ضعیف ونا قابلِ اعتبار ہیں، جبکہ بعض ضعیف ہیں۔

جن کے متعلق بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ بعض احادیث بعض کی تقویت کرنے کی وجہ سے ''حسن'' درجہ میں داخل ہوکر قابلِ استدلال ہوجاتی ہیں، بالخصوص جبکہ بعض صحابہ وتابعین سے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کرنا معتبر سند کے ساتھ مروی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے، جبکہ بعض حضرات اس سے اختلاف کرتے ہیں، اور وہ مذکورہ مرفوع احادیث کو ایک دوسرے کا شاہد نہ بننے کے قائل ہوکر ضعیف یا شدید ضعیف ہونے کی طرف ہی مائل ہیں، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال عباس الدورى ، عن يحيى بن معين: يونس بن خباب رجل سوء، كان يشتم عثمان .

وقال إبراهيم بن يعقوب الجوزجانى :كذاب مفترى.

وقال أبو حاتم :مضطرب الحديث، ليس بالقوى.

وقال البخارى: منكر الحديث .

وقال أبو عبيد الأجرى :سمعت أبا داود يقول: يونس بن خباب شتام لأصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم .قال أبو داود: وحدثنى من سمع عليا، قال: لا أحدث عنه حتى أتوسد يمينى .قال أبو داود: وقد رأيت أحاديث شعبة عنه مستقيمة وليس الرافضة كذلك.

وقال النسائى: ليس بالقوى، مختلف فيه.

وقال فى موضع آخر: ليس بثقة.

وقال فى موضع آخر: إبراهيم بن مهاجر ليس بالقوى فى الحديث، وكذلك يونس بن خباب، هو عندنا دون إبراهيم بن مهاجر .

وقال أبو داود، عن موسى بن إسماعيل (د) ، عن عباد بن عباد: سمعت يونس بن خباب يقول: عثمان بن عفان قتل ابنتى النبى صلى الله عليه وسلم .قلت: قتل واحدة فلم زوجه الأخرى؟ !

زاد غيره: قال: فقال: أخرج عنى فإنك عثمانى خبيث .

روى له البخارى فى "الأدب"، والباقون سوى مسلم(تهذيب الكمال فى أسماء الرجال، ج٣٢، ص٥٠٣ الىٰ٥٠٧، رقم الترجمة ٧١٧٤)

[1] وعن جابر قال: كان رسول الله – صلى الله عليه وسلم – يكبر على جنائزنا أربعًا ويقرأ بفاتحة الكتاب فى التكبيرة الأولى رواه الشافعى بإسناد ضعيف .وفى الباب أحاديث يقوى بعضها بعضًا(فتح الغفار الجامع لأحكام سنة نبينا المختار للصنعانى، ج٢ص٧٣٢، ٧٣٣، رقم الحديث ٢٢٦٩)

خلاصہ یہ کہ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت سے متعلق بعض مرفوع احادیث شدید ضعیف اور بعض ضعیف ہیں، ان کے مجموعہ سے متعلق بعض حضرات کی رائے حسن لعینہٖ یا حسن لغیرہٖ ہونے کی ہے۔

اور بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی معتبر اسناد کے ساتھ سورہ فاتحہ کے نمازِ جنازہ میں پڑھنے اور اس کے سنت ہونے کی تصریح ملتی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے، اس لیے ان روایت کے ساتھ مل کر مذکورہ بعض احادیث کے حسن لغیرہٖ ہونے کا احتمال پایا جاتا ہے۔

اور بعض حضرات اس سلسلہ کی مرفوع احادیث کو سند کے اعتبار سے معتبر قرار نہیں دیتے، البتہ موقوف احادیث کو معتبر مانتے ہیں، جن کا آگے ذکر آتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم. (جاری ہے......)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

کھانے کے آداب (قسط 6)

کھانے کے اوقات و مقدار سے متعلق آداب

(56)...... کھانا ہمیشہ سچی بھوک لگنے پر ہی کھانا چاہئے، بلا وجہ بار بار کھانے اور صرف لذت اور چسکے کی خاطر فضول کھانے پینے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

یہ پرانا اصول ہے کہ جب خوب بھوک لگے تو کھانا کھائیں اور جب تھوڑی بھوک باقی رہے تو کھانا چھوڑ دیں، ایسا کرنے سے غذا اچھی طرح ہضم ہوتی اور جسم کو لگتی ہے، اور سینکڑوں بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے۔ اس کے برخلاف کرنے یعنی بلا وجہ بار بار کھانے اور بغیر بھوک کے کھانے اور بہت زیادہ کھانے سے ہاضمہ خراب ہوجاتا ہے اور کھائی ہوئی غذا نہ صرف بے کار ہوجاتی ہے، بلکہ کئی بیماریوں کا بھی سبب بنتی ہے، جیسا کہ آج کل عام طور پر ایسا ہی ہورہا ہے۔

(57)...... طبی اعتبار سے بہت زیادہ تھکے اور سانس چڑھے ہوئے ہونے کی حالت میں کھانا نہیں کھانا چاہئے۔ تھکن کی حالت میں خون کا دوران اپنے معمول پر نہیں ہوتا، اس لئے تھکے ہوئے ہونے کی حالت میں قدرے آرام کرکے اور سانس لے کر کھانا چاہئے، اگر گرمی وغیرہ سے آنے کی وجہ سے سانس چڑھا ہوا ہو، تو سانس کے اعتدال پر آنے سے پہلے کھانا، طبی اعتبار سے صحت کے لئے مضر ثابت ہوسکتا ہے۔

(58)...... ضرورت سے زیادہ تن کر اور جی بھر کر کھانا نہ کھایئے، بلکہ اتنی مقدار پر اکتفاء کیجئے کہ گنجائش اور طلب باقی رہ جائے، سانس لینے میں آسانی رہے، اور دوسرے وقت بھی کھانے کی طلب اور خواہش موجود رہے۔

خاص طور پر بیماری کی حالت میں زیادہ کھانا اور بیماروں اور مریضوں کو زیادہ کھانے پینے پر مجبور کرنا فائدہ مند نہیں ہوتا۔جولوگ خوب پیٹ بھر اور پیٹ تن کر کھانا کھانے کے عادی ہوتے ہیں،ان کی صحت اچھی نہیں رہتی،اوران کا معدہ اور ہضم بھی خراب رہتا ہے،اور وہ اس عادت کی وجہ سے طرح طرح کے مسائل کا شکار ہونے لگتے ہیں۔

(59)...... جو غذا ابھی تک ہضم نہیں ہوئی وہ جسم پر بوجھ ہے،مزید غذا کھا کر اس بوجھ میں اضافہ نہیں کرنا چاہئے،جب تک پہلی غذا ہضم نہ ہوجائے اور جسم میں ہلکا پن نہ ہوجائے اس وقت تک دوسری غذا سے ہاتھ روکے رکھنا چاہئے،غذا اگر ہضم ہوجائے تو خون اور جسم کی عمدہ جزو بن جاتی ہے اور اگر ہضم نہ ہو تو خمیر بن کر تعفن و تیزابیت کی شکل اختیار کر کے زہر اور کئی بیماریوں کا سبب بن جاتی ہے۔اس لئے پہلی غذاء کے اچھی طرح ہضم ہونے سے پہلے دوسری غذاء کے استعمال سے پرہیز کرنا مناسب ہے۔

(60)......مختلف غذائیں ہضم ہونے کے اعتبار سے مختلف اوقات لیتی ہیں،بعض غذائیں جلدی اور بعض دیر سے ہضم ہوتی ہیں،تاہم ایک مستقل اور عام غذا کے بعد دوسری مستقل غذا طبی لحاظ سے کم از کم چھ گھنٹے کے فاصلہ سے لینی چاہئے،غذا عام حالات میں مکمل طریقہ پر تقریباً بارہ گھنٹے میں ہضم ہوتی ہے،تقریباً چھ گھنٹوں میں وہ معدہ اور چھوٹی آنتوں سے گزر کر بڑی آنتوں میں پہنچتی ہے،چھ گھنٹہ سے کم میں جو عام حالات میں غذا لی جاتی ہے وہ دوہضم یا ڈبل ہضم کی خرابی کی وجہ سے جسم اور خاص کر معدہ میں طرح طرح کی خرابیاں و بیماریاں،مثلاً بدہضمی،گیس اور تیزابیت وغیرہ پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔

(61)...... روزہ رکھنا کم خوری اور غذاء میں وقفہ کا بہترین طریقہ ہے،لہٰذا اگر وقتاً فوقتاً نفلی روزہ رکھ لیا کریں،مثلاً ہفتہ بھر میں دو مرتبہ یا مہینہ میں تین مرتبہ یا کم و بیش تو کم خوری پر بآسانی عمل ہوجاتا ہے،اور صحت و تن درستی کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔جولوگ وقتاً فوقتاً نفلی روزہ رکھتے رہتے ہیں،ان کی صحت پر اس سے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں،اوران کے معدہ کو سکون حاصل ہوتا ہے۔

(62)...... طبی اعتبار سے شام کو یا رات کو سونے سے پہلے کھانا خواہ تھوڑا بہت ہی ہو

کھالینا چاہئے،اور بھوک کی حالت میں کھائے بغیر نہیں سونا چاہئے۔

(63)...... بھوک لگی ہوئی ہونے کی حالت میں رات ودن میں کسی بھی وقت سونا طبی اعتبار سے صحت کے لئے فائدہ مند نہیں، بلکہ نقصان دہ ہے،اگرچہ شرعی اعتبار سے گناہ نہیں،اس لئے جب سچی بھوک لگ رہی ہو،اس وقت سونے سے پرہیز کیجئے،اگر سونے کا زیادہ تقاضا ہو،تو پہلے کچھ تھوڑا بہت کھالیجئے،اوراس کے بعد سو جایئے۔

(64)...... پیٹ بھر کھانا کھاتے ہی سوجانا بھی طبی اعتبار سے صحت کے لئے مضر اور نقصان دہ سمجھا گیا ہے۔اور طبی لحاظ سے کھانا کھاتے ہی فوراً کوئی کام خصوصاً محنت کا اور تیز ورزش اور دماغی کام نیز مباشرت نہیں کرنی چاہئے،اور غذا کے بعد کچھ دیر بدن کو ہلکی پُھلکی حرکت دینی چاہئے،مثلاً کچھ چہل قدمی کرلی جائے۔

(65)......طبی لحاظ سے رات کا کھانا سونے سے کم از کم دو گھنٹے پہلے کھالینا چاہئے،اگر رات کو دودھ پینے کی عادت ہو تو سونے سے آدھ گھنٹہ پہلے پیا جائے اور رات کا کھانا کھاتے وقت دودھ پینے کی گنجائش کا خیال رکھا جائے۔

رات کے کھانے کے کچھ دیر بعد کچھ چہل قدمی کرلینا یا نماز پڑھ لینا صحت کے لئے مفید قرار دیا گیا ہے۔

آج کل شہری زندگی میں بہت سے لوگ رات کو تاخیر سے کھانا کھانے اور کھاتے ہی فوراً لیٹ جانے یا سوجانے کے عادی ہوگئے ہیں، جو صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔

مگر اس طرح کی حرکات کے بُرے نتائج سامنے آنے کے باوجود اپنی معاشرت کو درست کرنے کے لئے تیار نہیں،اور اس میں دین دار لوگوں کا بڑا طبقہ بھی شامل ہے۔

حالانکہ کسی اور کی خاطر نہ سہی،اپنی صحت وتندرستی کی خاطر ہی سہی،رات کا کھانا سونے سے کچھ وقت پہلے کھانے کوشش کرنی چاہئے، بلکہ اپنی زندگی کے معمولات اس طرح بنانے کی کوشش کرنی چاہئے کہ شام کو جلدی اپنے کام کاج سے فارغ ہوکر اپنے ٹھکانے پر پہنچنے کی کوشش کریں،تاکہ بروقت کھانا اور سونا وغیرہ،سب کام انجام دیئے جاسکیں۔

(66)...... ضرورت پڑنے پر عصر اور مغرب کے درمیان کھانا پینا جائز ہے، جو لوگ اس وقت کھانا پینا گناہ و منع سمجھتے ہیں، وہ غلطی پر ہیں۔

(67)...... عوام میں مشہور ہے کہ سورج یا چاند گرہن کے وقت کھانا کھانا منع ہے، مگر شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں، ویسے ہی غلط مشہور ہوگیا ہے۔

اس لیے سورج یا چاند گرہن ہونے کے وقت کھانا پینا شرعاً جائز ہے، البتہ اس وقت مسلمانوں کو اللہ کی طرف رجوع اور توبہ واستغفار کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(68)...... طبی اعتبار سے پھلوں کو کھانا کھانے کے بعد یا تیسرے پہر کھانا مناسب ہے، بالکل خالی پیٹ پھلوں کا کھانا مناسب نہیں ہے۔

(69)...... طبی اعتبار سے پھل کھانے کے بعد فوراً ہی پانی پینا بھی مناسب نہیں، اس سے نزلہ و زکام اور کھانسی وغیرہ کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے اور گلے میں خراش ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، اگر ضرورت محسوس ہو، تو تھوڑی مقدار پانی پینے پر اکتفاء کرنا چاہیے۔

(70)...... رات کو سونے سے پہلے کھٹی اور ٹھنڈی چیز مثلاً اچار، مالٹا، لیموں اور دہی وغیرہ سے احتیاط کرنی چاہئے، خاص طور پر جبکہ سردی کا موسم ہو، اس سے گلے کے خراب ہونے یا کھانسی اور نزلہ وغیرہ کی شکایت پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے، اگر کبھی ایسا اتفاق ہوجائے تو پیشگی حفاظت کے طور پر گرم پانی میں نمک ڈال کر غرارے کر لینا مناسب ہے۔

(71)...... طبی لحاظ سے چاول کھانے کے بعد تربوز کھانا مناسب نہیں ہے، اسی طرح گوشت خصوصاً مچھلی کھا کر دودھ نہیں پینا چاہئے، دودھ اور چاول کھانے کے بعد ستّو اور دودھ پینے کے بعد کوئی کھٹی چیز یا پان وغیرہ کھانا اچھا نہیں ہے۔

(72)...... تیسرے پہر دودھ پی لینا یا پھل کھا لینا، اور رات کو ہلکا اور جلدی ہضم ہونے والا کھانا کھانا طبی اعتبار سے زیادہ مفید ہے۔

اگر ایک ہی وقت میں متعدد غذائیں کھانے کا اتفاق ہو، تو جلد ہضم ہونے والی غذا پہلے، اور ثقیل و بھاری غذا کا بعد میں کھانا طبی اعتبار سے مناسب ہے۔ (جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط27 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کو عطائے معجزات (حصہ دوم)

لاٹھی کے سانپ بن جانے کا معجزہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کے جو فوائد بیان فرمائے اور اس کی جن صلاحیتوں کی طرف اشارہ کیا، ان میں سے کوئی بات بھی غیر معمولی نہ تھی، ہر چرواہے کے ہاتھ میں ایسی ہی لاٹھی ہوتی ہے اور وہ اس سے ایسے ہی کام لیتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے موسیٰ! اسے زمین پر ڈال دو اور پھر اللہ کی قدرت کا کرشمہ دیکھو۔

چنانچہ سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ اَلۡقِهَا يٰمُوۡسٰى (سورۃ طٰہٰ، رقم الآیۃ ۱۹)

یعنی ''فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) اے موسیٰ اسے ڈال دو (زمین پر)''

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس لاٹھی کو زمین پر ڈال دیا، ڈالنے کی دیر تھی وہ تو ایک سانپ بن گیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاَلۡقٰهَا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسۡعٰى (سورۃ طٰہٰ، رقم الآیۃ ۲۰)

یعنی ''تو انہوں (حضرت موسیٰ) نے اس (لاٹھی) کو پھینک دیا تو وہ دفعتاً ایک سانپ بن گیا دوڑتا ہوا''

اس آیت میں تو اس سانپ کے لیے ''حَيَّةٌ'' کا لفظ آیا ہے، جو عام سانپ کے لیے بولا جاتا ہے، یہ اسم جنس ہے اور اس کا اطلاق چھوٹے اور بڑے اور مذکر اور مونث ہر طرح کے سانپ پر

ہوتا ہے۔ [1]

لیکن قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اس کو ’’ثعبان مبین‘‘ فرمایا گیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ (سورة الاعراف، رقم الآیة ۱۰)

یعنی ’’تو ڈال دیا اس (حضرت موسیٰ) نے اپنی لاٹھی کو تو اچانک وہ واضح اژدھا تھی‘‘

جس کا معنیٰ بہت بڑا سانپ یا اژدھا ہے۔

اور سورہ نمل میں اسے ’’جآنّ‘‘ سے تعبیر کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاَلْقِ عَصَاکَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ کَاَنَّهَا جَانٌّ (سورة النمل، رقم الآیة ۱۰)

یعنی ’’اور اپنی لاٹھی ڈال دو، پھر جب اسے دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح چل رہی ہے‘‘

اس کا اطلاق باریک سانپ پر کیا جاتا ہے۔

ان تینوں آیات کو سامنے رکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات میں تو ایک اژدھا تھا، لیکن جب وہ دوڑتا تھا، تو باریک سانپ کی طرح تیزی سے دوڑتا تھا، کیونکہ بڑے تن وتوش والا سانپ تیز نہیں دوڑ سکتا اور اس کے جسم میں پھرتیلا پن نہیں ہوتا، وہ اپنے جسم کو بڑی مشکل سے حرکت دیتا ہے، لیکن یہ عجیب طرح کا سانپ تھا کہ دیکھنے والا اژدھا سمجھ کر اس سے خوف کھاتا تھا، لیکن جب وہ حرکت میں آتا تھا تو اس کی تیزی کے مقابلے میں کوئی سانپ ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ [2]

یا پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پہلی دفعہ جب اس معجزے کا ظہور ہوا

---

[1] والحية اسم جنس يطلق على الصغير والكبير والأنثى والذكر، وقد انقلبت حين ألقاها عليه السلام ثعبانا وهو العظيم من الحيات كما يفصح عنه قوله تعالى: فإذا هي ثعبان مبين وتشبيهها بالجان وهو الدقيق منها فى قوله سبحانه: فلما رآها تهتز كأنها جان من حيث الجلادة وسرعة الحركة لا من حيث صغر الجثة فلا منافاة (تفسير روح المعانى للآلوسى، ج۸ص ۴۹۱، ۴۹۲، سورة طٰهٰ)

[2] فألقاها موسى على وجه الرفض ثم جانت منه نظره فإذا هى حية تسعى تمشى بسرعة على بطنها— وقال الله سبحانه فى موضع اخر كانها جان وهى الحية الخفيفة الصغيرة الجسم— وقال فى موضع اخر فاذا هى ثعبان وهو اكبر ما يكون من الحيات— واما الحية فانها تطلق على الصغيرة والكبيرة والذكر والأنثى— فقيل فى تطبيق الآيات ان الجان عبادة عن ابتداء حالها فانها صارت اولا على قدر العصا ثم تورمت وتنفضت حتى صارت ثعبانا فى انتهاء حالها— وقيل انها كانت فى عظم الثعبان وسرعة الجان ولذالک قال كانها جان ولم يقل فاذا هى جان كما قال فاذا هى ثعبان مبين (التفسير المظهرى، ج۶ ص ۱۳۴، سورة طٰهٰ)

www.idaraghufran.org

تو حضرت موسیٰ کی لاٹھی ایک عام سانپ کی طرح آپ کے سامنے بل کھانے اور دوڑنے لگی، اس سے تو صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ ہم نے اس لاٹھی میں سانپ بننے کی صلاحیت رکھی ہے، آپ جب بھی اس سے کام لینا چاہیں گے، یہ آپ کے لیے سانپ بن جائے گی، لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے سامنے تبلیغ و دعوت کے لیے جانا پڑا، اور آپ نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے نمائندے کے طور پر اس کے سامنے پیش کیا، تو حضرت موسیٰ نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ میں واقعی اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہوں، اسے کوئی نشانی دکھانا چاہی، تو آپ نے عصا اس کے سامنے پھینکا، تو اس وقت وہ عام سے سانپ کی صورت میں ظاہر نہیں ہوا، بلکہ وہ اژدھا بن گیا، تاکہ فرعون اور اس کے مصاحبین یہ دیکھ کر سہم جائیں۔

چنانچہ ''ثعبان'' کا لفظ صرف اس موقع پر آیا ہے، جب پہلی بار حضرت موسیٰ فرعون کے پاس پہنچے، اور اسے ''یدِ بیضاء'' دکھایا، پھر اپنے عصاء کو ڈال دیا تو وہ ''ثعبان'' بن گیا، اس موقع کے علاوہ یہ لفظ کسی جگہ استعمال نہیں ہوا۔

اس کے نتیجہ میں ایسا ہی ہوا کہ وہ لوگ خوف زدہ ہوگئے اور حضرت موسیٰ کے خلاف کوئی بڑا اقدام کرنے کی کبھی جرأت نہ کر سکے۔

اہلِ علم حضرات نے لاٹھی کے ایک لمحہ میں سانپ اور پھر دوبارہ لاٹھی بننے میں کئی حکمتیں بیان فرمائی ہیں۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضرت موسیٰ کے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی قدرت کا عین الیقین عطا فرمایا کہ ایک بے جان پرندہ کو زندہ کر دیا، اسی طرح یہاں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دکھلایا کہ اس کے حکم سے ایک بے جان چیز اتنی خطرناک ہو جاتی ہے کہ اس کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی، اور پھر کس طرح اتنی خطرناک چیز اس کے حکم سے بے جان لکڑی بن جاتی ہے، جو حرکت بھی نہیں کر سکتی، مقصد یہ یقین دلانا تھا کہ فرعون اپنی تمام تر قہرمانیوں کے باوجود اللہ کے حکم کے سامنے کچھ بھی نہیں۔

دوسری حکمت یہ کہ اس زمانے میں جادو اپنے عروج پر تھا، اس کے توڑ کے لیے یہ معجزہ دیا اور انھیں مشاہدہ بھی کروادیا، تاکہ میدان میں لاٹھی کے سانپ بننے سے موسیٰ علیہ السلام خوف زدہ ہوکر بھاگ نہ

اٹھیں، بلکہ انھیں آنکھوں سے دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت کا ہر وقت احساس رہے۔ [1]

تیسری حکمت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کے آغاز سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے آنے کا ذکر فرمایا ہے، جسے ''اَلسَّــاعَةُ'' کہتے ہیں، یعنی ایک لمحہ، ایک گھڑی، قیامت کا ذکر کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو ایک لمحے میں لاٹھی کو سانپ اور سانپ کو لاٹھی بنا کر ایک گھڑی میں قیامت قائم ہونے کا مشاہدہ کروادیا۔ [2] (جاری ہے............)

---

[1] قال المفسرون: أراد الله عز وجل أن يرى موسى ما أعطاه من الآية التى لا يقدر عليها مخلوق لئلا يفزع منها إذا ألقاها عند فرعون(تفسير البغوى، ج٣ص ٢٥٩، سورة طٰهٰ)

قالوا: ومن الحكم التى من أجلها حول الله– تعالى– العصا إلى حية تسعى: توطين قلب موسى– عليه السلام– على ذلک، حتى لا يضطرب إذا ما تحولت إلى ثعبان عظيم عند ما يلقيها أمام فرعون وقومه.

فقد جرت عادة الإنسان أن يقل اضطرابه من الشىء العجيب الغريب بعد رؤيته له لأول مرة(التفسير الوسيط للطنطاوى، ج٩ ص٧ ٩، سورة طٰهٰ)

[2] اس کے علاوہ بھی بعض مفسرین نے اس کی کئی حکمتیں بیان کی ہیں، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) جب غیب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا کی گئی، تو یہ بھی معجزہ تھا اور حضرت موسیٰ کو اپنے نبی ہونے کا یقین ہوگیا تھا لیکن اس میں یہ احتمال بھی تھا کہ ہوسکتا ہے یہ کسی جن یا فرشتہ کی آواز ہو، اس لئے اللہ تعالیٰ نے لاٹھی کو سانپ بنا دیا، تاکہ آپ کا معجزہ ہر قسم کے شک اور شبہ سے پاک ہو، اور آپ پوری بصیرت کے ساتھ قوم کو اللہ تعالیٰ پر اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ فرعون کے پاس جانے سے پہلے عصا کے سانپ بن جانے کا مشاہدہ کرلیں، تاکہ فرعون کے سامنے بے خوفی سے اپنا معجزہ پیش کرسکیں۔

(۳) حضرت موسیٰ اس سے پہلے تنگ دست تھے اور آپ کے پاس ظاہری عزت و وجاہت کی کوئی چیز نہ تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے عصا میں یہ معجزہ رکھا تاکہ معلوم ہو کہ آپ اللہ کے نزدیک وجیہ ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اور نصرت فرمائے گا۔

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی

موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

طب وصحت حکیم مفتی محمد ناصر

نبی ﷺ کے کھانے میں پسندیدہ اشیاء

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کو انسانوں کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے پینے میں عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ آپ کھانے پینے کی اشیاء میں نقصان دہ چیزوں سے حفاظت فرماتے تھے، اور جو چیزیں صحت کے لئے فائدہ مند ہیں، اُن کا انتخاب فرماتے تھے۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تازہ کھجور کے ساتھ ککڑی کھانا

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ (بخاری، رقم الحدیث ۵۴۴۰، مسلم، رقم الحدیث "۱۴۷"، ۲۰۴۳، ابوداؤد، رقم الحدیث ۳۸۳۵، باب فی الجمع بین لونین فی الأکل)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رُطب (یعنی تر) کھجوریں، ککڑیوں کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا (بخاری)

رُطب کھجور کی ایک قسم ہے، کھجور کی اس کے علاوہ بھی کئی قسمیں ہیں، اور کھجور کا اپنے مختلف ناموں کے ساتھ قرآن مجید اور احادیث میں ذکر آیا ہے، رطب اس کھجور کو کہا جاتا ہے، جو تازہ اور پکی ہو، نہ کچی ہو، اور نہ پرانی وباسی ہو۔

اور قثاء کا لفظ قرآن مجید کی سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۶۱ میں بنی اسرائیل کے تذکرہ میں بھی آیا ہے، قثاء

---

[1] فصل فی هدیه صلی الله علیه وسلم فی دفع ضرر الأغذیة والفاکهة وإصلاحها بما یدفع ضررها، ویقوی نفعها (زاد المعاد فی هدی خیر العباد، ج۴، ص۹۳)

www.idaraghufran.org

سے مراد ککڑی ہے، ہمارے علاقے میں ککڑی کو تَر یں بھی کہا جاتا ہے، ککڑی یا تَر یں کھیرے کا مزاج رکھنے والی ایک مفید سبزی ہے، کھیرے کو عربی میں خیار اور انگریزی میں Cucumber کہا جاتا ہے، کھیرے کے پودے کے خاندان کا حیاتیاتی نام Cucumis sativus ہے۔ کھیرے کی کئی قسمیں ہیں، چنانچہ خربوزہ، تربوز، گھیا توری، وغیرہ کھیرے کے مزاج کے قریب ہیں، ککڑی بھی کھیرے کی ایک قسم ہے۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تازہ کھجور کے ساتھ تربوز کھانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ فَيَقُولُ: نَكْسِرُ حَرَّ هَذَا بِبَرْدِ هَذَا، وَبَرْدَ هَذَا بِحَرِّ هَذَا (ابوداؤد، رقم الحديث ٣٨٣٦، باب في الجمع بين لونين في الأكل) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطیخ (یعنی تربوز) کو تر کھجوروں کے ساتھ کھایا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ ہم تربوز کی ٹھنڈک کو کھجور کی گرمی سے اور کھجور کی گرمی کو تربوز کی ٹھنڈک سے توڑتے ہیں (ابوداؤد)

اس طرح کی روایت حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [3]

بطیخ سے مراد بعض اہلِ علم کے نزدیک سبز تربوز ہے، اور بعض کے نزدیک زرد خربوزہ ہے، علامہ ابنِ

---

[1] (الجمع بين لونين في الأكل) أن هذه الأخيرة معناها أنه يأكلهما معاً حتى ينفع هذا مع هذا، وتكون الحاجة داعية إلى الجمع بينهما، من أجل أن حرارة التمر تذهبها برودة القثاء .

والقثاء هو الخيار المعروف عند الناس، إلا أن بعض الناس يفرق بينهما في هذا الوقت، فيجعل الخيار هو النوع الذي فيه خضرة، والقثاء هو الذي فيه السواد.

وكلاهما بمعنى واحد يقال له قثاء (شرح سنن أبي داود لعبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن بن عبد الله بن حمد العباد، تراجم رجال إسناد حديث أن النبي كان يأكل القثاء بالرطب)

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده جيد(حاشية سنن ابى داؤد)

[3] عن أبي حازم عن سهل بن سعد، قال :كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يأكل الرطب بالبطيخ (ابنِ ماجه، رقم الحديث ٣٣٢٦)

قیم نے بطیخ سے سبز رنگ کا تربوز مراد لیا ہے، جس کا مزاج سرد تر ہے، اور ککڑی اور کھیرے کی نسبت کھجور کے ساتھ تربوز کا استعمال کرنا زیادہ فائدہ مند ہے، کیونکہ کھجور کی گرمی کو تربوز کی ٹھنڈک توڑتی ہے، اور تربوز کی ٹھنڈک کو کھجور کی گرمی توڑتی ہے، اور اس طرح کھجور اور تربوز دونوں کا ایک ساتھ کھانا صحت کے لئے گرمی اور سردی کو اعتدال کے ساتھ قائم کرتا ہے۔ [1]

تربوز کے بعض موقوف روایات کے اندر کئی مزید فوائد بھی مروی ہیں، اگرچہ سند کے اعتبار سے اُن روایات کو محدثین اور اہلِ علم حضرات نے غیر صحیح قرار دیا ہے، مگر طبی اعتبار سے تربوز میں واقعتاً بہت سے فوائد ہیں، خاص طور پر جب تربوز کو گرم مزاج والی چیز مثلاً کھجور کے ساتھ کھایا جائے۔ [2]

---

[1] (البطيخ) قال ابن القيم: الأخضر، وقال العراقي: الأصفر لأنه المعروف عندهم (التنوير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۷۱۹۷)

بطيخ: روى أبو داود والترمذي، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه كان يأكل البطيخ بالرطب، يقول (نكسر حر هذا ببرد هذا، وبرد هذا بحر هذا) .

وفي البطيخ عدة أحاديث لا يصح منها شيء غير هذا الحديث الواحد، والمراد به الأخضر، وهو بارد رطب، وفيه جلاء، وهو أسرع انحدارا عن المعدة من القثاء والخيار، وهو سريع الاستحالة إلى أي خلط كان صادفه في المعدة، وإذا كان آكله محرورا انتفع به جدا، وإن كان مبرودا دفع ضرره بيسير من الزنجبيل ونحوه، وينبغي أكله قبل الطعام، ويتبع به، وإلا غثى وقيأ، وقال بعض الأطباء: إنه قبل الطعام يغسل البطن غسلا، ويذهب بالداء أصلا (زاد المعاد، ج۴، ص ۲۶۳، حرف الباء، بطيخ)

(يأكل البطيخ) وفي بعض النسخ الطبيخ بتقديم الطاء على الموحدة .قال الخطابي هي لغة في البطيخ (فيقول نكسر حر هذا) أي الرطب (ببرد هذا) أي البطيخ (وبرد هذا) أي البطيخ (بحر هذا) أي الرطب. قال بعض العلماء المراد بالبطيخ في الحديث الأخضر واعتل بأن في الأصفر حرارة كما في الرطب وقد ورد التعليل بأن أحدهما يطفىء حرارة الآخر. وقال الحافظ بن حجر المراد به الأصفر بدليل ورود الحديث بلفظ الخربز قال وكان يكثر وجوده بأرض الحجاز بخلاف البطيخ الأخضر وأجاب عما قال البعض بأن في الأصفر بالنسبة للرطب برودة وإن كان فيه لحلاوته طرف حرارة (عون المعبود، ج۱۰، ص ۲۲۲، باب في الجمع بين اللونين عند الأكل)

[2] "في البطيخ عشر خصال: هو طعام، وشراب، وريحان، وفاكهة، وأشنان، ويغسل البطن، ويكثر ماء الظهر، ويزيد في الجماع، ويقطع الأبردة، وينقي البشرة ."الرافعي (فر) عن ابن عباس، أبو عمرو النوقاني في كتاب البطيخ عنه موقوفا."

(في البطيخ عشر خصال) محمودة) .هو طعام) لا غناء به أغناه (وشراب) لما فيه من المائية) .وريحان) أي فيه روح الخاطر) .وفاكهة) يتفكه به) .وأشنان) يغسل به الأيدي كما يغسل بالأشنان) .ويغسل البطن) يجلوه عن الأوساخ) .ويكثر ماء الظهر) يزيد في البائة) .ويزيد في الجماع) لتقويته الصلب) .ويقطع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تازہ کھجور کے ساتھ خربوزہ کھانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرُّطَبِ وَالْخِرْبِزِ

(مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۴۴۹، السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ۶۶۹۲) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوریں اور خِربِز (یعنی خربوزہ) ایک ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا (مسند احمد)

"خِربِز" سے اہلِ لغت نے خربوزہ مراد لیا ہے، جو زرد رنگ پر مشتمل ایک پھل ہے، مزاج کے اعتبار سے خربوزہ کو تربوز کے قریب قرار دیا گیا ہے، مگر سردی اور ٹھنڈک پیدا کرنے میں خربوزہ کا درجہ تربوز سے کم ہے۔ [2]

مذکورہ حدیث کی تشریح میں امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فيه إثبات الطب والعلاج ومقابلة الشيء الضار بالشيء المضاد له فى طبعه على مذهب الطب والعلاج (معالم السنن، ج۴، ص۲۵۶، باب الجمع بين الشيئين فى الأكل)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الأبردة) التى فى البدن) .وينقى البشرة) إذا دلك به ظاهر الجلد فى الحمام، وفيه جواز استعماله فى غير الأكل، ومن خصاله أنه يدر البول وإذا ضمد بلحمه أوجاع العين سكن وجعها، وغير ذلك) .الرافعى فر عن ابن عباس، أبو عمرو النوقانى) بفتح النون وسكون الواو وفتح القاف وبعد الألف نون نسبة إلى نقوان، إحدى مدينتى طوس) فى كتاب البطيخ عنه موقوفاً)، قال بعضهم: كل حديث فى البطيخ فهو غير صحيح (التنوير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۵۸۹۴)

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند احمد)

[2] وأخرج النسائى بسند صحيح عن حميد عن أنس رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع بين الرطب والخربز وهو بكسر الخاء المعجمة وسكون الراء وكسر الموحدة بعدها زاى نوع من البطيخ الأصفر وقد تكبر القثاء فتصفر من شدة الحر فتصير كالخربز كما شاهدته كذلك بالحجاز وفى هذا تعقب على من زعم أن المراد بالبطيخ فى الحديث الأخضر واعتل بأن فى الأصفر حرارة كما فى الرطب وقد ورد التعليل بأن أحدهما يطفء حرارة الآخر والجواب عن ذلك بأن فى الأصفر بالنسبة للرطب برودة وإن كان فيه لحلاوته طرف حرارة والله أعلم (فتح البارى لابن حجر، ج۹، ص۵۷۳، قوله باب جمع اللونين أو الطعامين بمرة)

ترجمہ: اس حدیث سے طب اور علاج معالجہ کرنا ثابت ہوا، نیز طب اور علاج معالجہ کا یہ فطری طریقہ ثابت ہوا کہ ایک چیز کا نقصان اُس کی ضِد کے ذریعہ ختم کیا جاتا ہے (معالم السنن)

کھجور کے ساتھ ککڑی، تربوز اور خربوزہ کھانے میں طبّی فائدے

مذکورہ احادیث کی روشنی میں اہلِ علم نے فرمایا کہ جتنی بھی اشیاء ہیں، اُن کے خواص اور مزاج بنیادی طور پر چار ہیں، تر، سرد، خشک اور گرم۔

تری، خشکی کی ضد ہے اور سردی، گرمی کی ضد ہے، جس کا مطلب ہے کہ کسی بھی چیز میں تری اور خشکی اکٹھی نہیں ہوسکتی، اسی طرح کسی بھی چیز میں سردی اور گرمی اکٹھی نہیں ہوسکتی، البتہ اپنی ضد کے علاوہ ہر ایک مزاج دوسرے مزاج کے ساتھ اکٹھا ہوسکتا ہے۔

ہر چیز میں انہی چار خواص اور مزاجوں میں سے کوئی خاصیت پائی جاتی ہے، اور انسان کا جسم بھی چار چیزوں یعنی پانی، مٹی، ہوا اور آگ سے مرکب ہے، گویا جب یہ چاروں خواص یعنی تری، سردی، خشکی اور گرمی اعتدال پر ہوں، تو انسان صحت منداور تندرست ہوتا ہے، اور ان چاروں میں سے کسی ایک کی غیر معمولی زیادتی یا کمی مرض کا سبب بنتی ہے۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھجور کے ساتھ ککڑی، تربوز اور خربوزہ کھانے سے معلوم ہوا کہ آپ نے کھجور کی گرمی کو ککڑی، تربوز یا خربوزہ کی سردی سے معتدل کیا، اور ککڑی، تربوز یا خربوزہ کی سردی کو کھجور کی گرمی سے معتدل کیا، تاکہ تنہا کھجور کی گرمی یا ککڑی، تربوز یا خربوزہ کی سردی صحت کے لئے نقصان دہ نہ بنے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ اُسوۂ حسنہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

---

[1] وبالجملة فهذا حار وهذا بارد، وفى كل منهما صلاح الآخر، وإزالة لأكثر ضرره، ومقاومة كل كيفية بضدها ودفع سورتها بالأخرى، وهذا أصل العلاج كله، وهو أصل فى حفظ الصحة، بل علم الطب كله يستفاد من هذا. وفى استعمال ذلك وأمثاله فى الأغذية والأدوية إصلاح لها وتعديل، ودفع لما فيها من الكيفيات المضرة لما يقابلها، وفى ذلك عون على صحة البدن، وقوته وخصبه (زاد المعاد فى هدى خير العباد، ج۴، ص۹۳، فصل هديه صلى الله عليه وسلم فى دفع ضرر الأغذية والفاكهة وإصلاحها بما يدفع ضررها ويقوى نفعها)

(1)...... کھانے پینے میں صحت کے لئے فائدہ مند چیزوں کا انتخاب کرنا چاہئے، اور جو چیزیں صحت کے لئے نقصان دہ ہوں، اُن سے بچنا چاہئے۔

(2)...... عام حالات میں صحت مند انسان کے لئے دو متضاد مزاج والی چیزوں کا استعمال کرنا بہتر ہے، تاکہ کسی ایک مزاج کی زیادتی بیماری کا سبب نہ بنے۔

(3)...... بلاامتیاز ہر طرح کی اشیاء استعمال کرنا، چاہے وہ چیز مزاج کے مطابق ہو، یا مزاج کے خلاف، درست طرزِ عمل نہیں، خاص طور پر جو شخص کسی مرض میں مبتلا ہو، اُسے کھانے پینے میں خاص طور پر اپنے مزاج کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

(4)...... کھانے پینے کی چیزوں کے مزاجوں کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے، تاکہ صحت بہتر رکھی جاسکے۔

(5)...... ایک ہی مزاج والی چیزیں کھانے کی عادت بنالینا درست نہیں، جیسے صرف سرد مزاج والی چیزیں کھاتے رہنے سے جسم میں سردی کی زیادتی ہوجائے گی، اور سردی والے امراض پیدا ہوں گے، اسی طرح صرف خشک مزاج والی چیزیں کھاتے رہنے سے جسم میں خشکی کی زیادتی ہوجائے گی، اور خشکی والے امراض پیدا ہوں گے، یا صرف حرارت یا گرم مزاج والی چیزیں کھاتے رہنے سے جسم میں حرارت اور گرمی کی زیادتی ہوجائے گی، اور جسم میں حرارت اور گرمی والے امراض پیدا ہوں گے، اسی طرح صرف رطوبت یعنی تَری پیدا کرنے والی چیزیں کھاتے رہنے سے جسم میں رطوبت اور تری کی زیادتی ہوجائے گی، اور جسم میں تری والے امراض پیدا ہوں گے، بلکہ صحیح اور فطری طریقہ یہ ہے کہ چاروں مزاجوں والی چیزیں وقتاً فوقتاً کھانی چاہئیں، تاکہ جسم کی حالت اعتدال پر قائم رہے، اور بیماریوں سے حفاظت رہے۔

(6)...... صحت مند رہنے اور علاج معالجہ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ کسی بھی چیز کے نقصان کو اُس کی ضد والی چیز کے ذریعہ ختم کیا جائے، چنانچہ سرد مزاج والی چیز کے نقصان کو گرم مزاج والی چیز کے ذریعہ ختم کرنا تندرستی برقرار رکھنے اور علاج کرنے کا بہترین طریقہ ہے، اور گرم مزاج والی چیز کے نقصان کو سرد مزاج والی چیز کے ذریعہ ختم کرنا تندرستی برقرار رکھنے اور علاج کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔

اسی طرح تر مزاج والی چیز کے نقصان کو خشک مزاج والی چیز کے ذریعہ ختم کرنا تندرستی برقرار رکھنے

www.idaraghufran.org

اورعلاج کرنے کا بہترین طریقہ ہے، اورخشک مزاج والی چیز کے نقصان کوتر مزاج والی چیز کے ذریعہ ختم کرنا تندرستی برقراررکھنےاورعلاج کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ [1]

[1] وبالجملة :فدفع ضرر البارد بالحار، والحار بالبارد والرطب باليابس، واليابس بالرطب، وتعديل أحدهما بالآخر من أبلغ أنواع العلاجات، وحفظ الصحة، ونظير هذا ما تقدم من أمره بالسنا والسنوت، وهو العسل الذى فيه شىء من السمن يصلح به السنا، ويعدله، فصلوات الله وسلامه على من بعث بعمارة القلوب والأبدان، وبمصالح الدنيا والآخرة (زاد المعاد فى هدى خير العباد، ج۴، ص۹۳، فصل هديه صلى الله عليه وسلم فى دفع ضرر الأغذية والفاكهة وإصلاحها بما يدفع ضررها ويقوى نفعها)

عدنان احمد خان
0345-5067603

الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر

دوکان نمبر K-93، ظفرالحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5961624

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

مفتی محمد ناصر

اخبارِ ادارہ

ادارہ کے شب وروز

☐......29/ربیع الاول، بروز پیر حضرت مدیر صاحب مع چند اراکینِ ادارہ کے جوڑیاں، چک بیلی روڈ پر ادارہ کے لئے خرید کردہ رقبہ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے، بوقت مغرب واپسی ہوئی۔

☐......3/10/ربیع الآخر، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

☐......4/5/ربیع الآخر، بروز ہفتہ واتوار، حضرت مدیر صاحب بمعہ اہلِ خانہ نجی سفر پر مری تشریف لے گئے، جہاں دارالعلوم مری میں مفتی خالد حسین عباسی صاحب کے یہاں دارالافتاء میں بھی جانا ہوا، اور احبابِ دارالافتاء سے علمی وفقہی گفتگو ہوئی۔

☐......5/ربیع الآخر، بروز اتوار، حضرت مدیر صاحب کے سفر میں ہونے کی وجہ سے آپ کی نیابت میں مفتی امجد حسین صاحب نے اصلاحی مجلس میں بیان کیا (بعدظہر شعبہ قرآن میں بزم بھی ہوئی)

☐......6/ربیع الآخر، بروز پیر بعد نمازِ مغرب حضرت مدیر صاحب، جناب شیراز صاحب کی دعوت پر چند اہلِ علم کے ساتھ لاروش ہوٹل، کمیٹی چوک میں عشائیہ پر مدعو تھے، جناب شیراز صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ اوراقِ مقدسہ کی حفاظت کی خدمات سے منسلک ہیں۔

☐......8/ربیع الآخر، بروز بدھ مفتی امجد حسین صاحب بمع اہلِ خانہ نارووال چار یوم کی رُخصت پر تشریف لے گئے۔

☐......9/ربیع الآخر، بروز جمعرات مولانا عبدالسلام، جناب زاہد صاحب (صراف)، حافظ محمد عفان اور بندہ محمد ناصر کا جوڑیاں، ادارہ کے لئے خرید کردہ رقبہ میں بورنگ کرانے کے سلسلہ میں متعلقہ حضرات سے معاملات پر گفتگو کرنے کے لئے جانا ہوا، قبل عصر واپسی ہوئی۔

☐......11/ربیع الآخر، بروز ہفتہ مولانا سعید افضل صاحب کی والدہ محترمہ کے جنازہ میں شرکت کے لئے مولانا عبدالسلام اور مولانا طلحہ مدثر صاحب تشریف لے گئے، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، آمین۔

☐......12/ربیع الآخر، بروز اتوار جوڑیاں، ادارہ کے لئے خرید کردہ رقبہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب بورنگ ہوئی، اللہ تعالیٰ بورنگ کرانے والوں اور پانی کے صدقۂ جاریہ میں حصہ دار بننے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے، حضرت مدیر صاحب مع چند اراکینِ ادارہ کے جوڑیاں زمین پر تشریف لے گئے، اسی دوران جناب قاری ہارون صاحب (چک بیلی خان) کی رہائش گاہ پر اُن کے والد صاحب کی تعزیت کے لئے بھی جانا ہوا، اور وہاں حضرت مدیر صاحب کا مختصر اصلاحی بیان بھی ہوا، قاری صاحب موصوف کے والد صاحب کا 4/ربیع الآخر، بروز ہفتہ انتقال ہوگیا تھا، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، آمین، جوڑیاں سے بوقت مغرب واپسی ہوئی، اسی

دن اتوار کی اصلاحی مجلس میں حضرت مدیر صاحب کی نیابت میں مفتی محمد یونس صاحب نے بیان کیا۔

□...... 13 / ربیع الآخر، بروز پیر، مولانا طارق محمود صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب، جناب زاہد صاحب (صراف) اور حافظ محمد عفان صاحب جوڑیاں میں ادارہ کے لئے خرید کردہ رقبہ میں کرائے گئے بور میں موٹر فٹنگ وغیرہ کے سلسلہ میں تشریف لے گئے، اسی دن بعد ظہر، ادارہ غفران میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب زید مجدہٗ کا طبی لیکچر ہوا، اور بعد عصر حضرت مدیر صاحب نے جناب یوسف صاحب (راحت کیفے) کی ساس صاحبہ کا نمازِ جنازہ پڑھایا۔

□...... 16 / ربیع الآخر، بروز جمعرات، مولانا طارق محمود صاحب اپنے والدین کے ہمراہ عمرہ کے سفر پر تشریف لے گئے، 21 دن بعد واپسی ہوگی۔

□...... 4 / ربیع الاٰخر، (23 / دسمبر) بروز ہفتہ، تعمیرِ پاکستان سکول میں زیرِ تعلیم طلبہ/ طالبات کے والدین کو دوم وسط مدتی (سیکنڈ مِڈٹرم) امتحانات کے نتائج اور سردیوں کی تعطیلات کا کام فراہم کیا گیا، امتحانات میں کامیاب ہونے والے طلبہ/ طالبات کی حوصلہ افزائی کی گئی، اور اگلے دن سے 31 / دسمبر تک سردیوں کی تعطیلات رہیں، البتہ سکول آفس تعطیلات میں بھی کُھلا رہا۔

□...... 8 / ربیع الاٰخر، (یکم جنوری/ 2018ء) بروز بدھ، تعمیرِ پاکستان سکول میں سردیوں کی ایک ہفتہ کی تعطیلات کے بعد دوبارہ تعلیمی سلسلہ کا آغاز ہوا۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 91 ''اخبارِ عالم''﴾

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/دسمبر/2017ء/2/ربیع الثانی/1439ھ: پاکستان: فاٹا بل پر معاملات طے نہ ہوسکے، وزیرِ اعظم اور فاٹا جرگہ کی ملاقات بے نتیجہ ختم، اپوزیشن کا احتجاج جاری 22/دسمبر: امریکہ: نیویارک، اقوامِ متحدہ میں القدس پر ٹرمپ کا فیصلہ مسترد، امریکہ اعلان واپس لے، جنرل اسمبلی کی قرارداد، قرارداد پاکستان، یمن، مصر اور ایران کی طرف سے پیش ہوئی، حق میں 128، امریکہ، اسرائیل اور 7 چھوٹے ملکوں نے مخالفت کی، 35 ممالک نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا 23/دسمبر: پاکستان: پاک فضائیہ نے جے ایف 17 بی کو اپنے بیڑے میں شامل کرلیا، تھنڈر کے نئے ماڈل سے فضائی دفاع کے سلسلے میں اور ایک اورسنگِ میل حاصل، چین میں طیارے کو باقاعدہ جانچا گیا، کئی ممالک کا خریداری میں اظہارِ دلچسپی 24/دسمبر: فلپائن: خوفناک سمندری طوفان سے 185ہلاک، 153لاپتہ، بڑے پیمانے پر نقصان 25/دسمبر: پاکستان: اسلام آباد 6 ملکی اسپیکرز کانفرنس، مسئلہ کشمیر کا پُرامن حل نکالنے پر زور، ایشیا کے اپنا فیصلہ خود کرنے کا وقت آ گیا، ایاز صادق، چین، افغانستان، ترکی، روس اور ایران کے اسپیکروں کا خطاب، اسپیکر کانفرنس کو مستقل فورم بنانے کی پاکستانی تجویز سے اتفاق 26/دسمبر: امریکہ: بیت المقدس قرارداد پر ردعمل، امریکہ نے اقوامِ متحدہ کے ساڑھے 28 کروڑ ڈالر روک لیے 27/دسمبر: پاکستان: پاکستانیوں کی 435 آف شور کمپنیوں پر چیئرمین نیب کا نوٹس، فوری تحقیقات کا حکم 28/دسمبر: پاکستان: پونے 2لاکھ عازمین حج اگلے سال حج کریں گے، 80سال سے زائد عمر والے قرعہ اندازی سے مستثنیٰ، حج اخراجات برقرار، 3سال تک کامیاب نہ ہونے والوں کی الگ قرعہ اندازی ہوگی 29/دسمبر: پاکستان: نئی حلقہ بندیاں، صوبوں کو معاونت، محکمہ شماریات کو 10جنوری تک ڈیٹا فراہمی کا حکم 30/دسمبر: پاکستان: پنجاب بھر میں 23ڈی ایس پیز کی ایس پی عہدہ پر ترقی، مختلف شہروں میں تقرر وتبادلے ☚ ملتان، خاتون سے اجتماعی زیادتی کرنیوالے 4ڈاکو، مقابلہ میں ہلاک 31/دسمبر: پاکستان: کار حادثہ، جنرل خالد شمیم وائیں، سابق چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی، دوست سمیت ٹریفک حادثہ میں جاں بحق، بیٹا اور ڈرائیور زخمی یکم/جنوری: پاکستان: مہنگائی کی نئی لہر، پٹرول 4.06، ڈیزل 3.96 اور مٹی کا تیل 6.74 روپے مہنگا 2/جنوری: پاکستان: ٹرمپ کو جواب، امریکی سفیر طلب، شدید احتجاج، پاکستان نے امریکہ سے تعلقات پر نظرِ ثانی کا فیصلہ کرلیا، نرمی کے بجائے سختی کی حکمتِ عملی تیار۔

﴿بقیہ صفحہ 90 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد | ڈپریشن | ہائی بلڈ پریشر | عرق النساء | بواسیر

موٹاپا | گھٹیا | یرقان | دردِ شقیقہ | بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ | یورک ایسڈ | معدہ | شوگر | جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا | کولیسٹرول | اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہر یار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔ فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link
Building Networks for People
Baynet
Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK
The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

محمد بابر جاوید
0333-9300003
0333-5540734
051-4413288

قدرت نے ذائقہ دیا غازی نے محفوظ کیا

غازی فوڈز اینڈ کیٹرنگ

پاکستانی، چائینز، کانٹینیٹل کھانوں کا واحد مرکز

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر کھانا آرڈر پر تیار کیا جاتا ہے

علماء اور دینی مدارس کے لئے خصوصی رعایت

CA-214 بالمقابل کالٹکس پٹرول پمپ، سید پور روڈ، راولپنڈی

پاکستان میں پہلی بار100% تازہ زیتون

فطرت سے ہم آہنگ

Olive Fresh Olive

Olive Fresh Extra Virgin Olive Oil

بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں کے پیک شدہ زیتون کے مقابلہ میں تازہ زیتون

Olive Fresh Olive پاکستان میں پہلی کمپنی ہے، جس کے پاس تازترین زیتون کو نمکین پانی (Brine) میں محفوظ کرنے کی مکمل مہارت اور تجربہ موجود ہے، جس کی وجہ سے اس کی وہی زبردست قدرت ذائقہ اور اشتہا انگیز مہک برقرار رہتی ہے، جو ایک تازہ زیتون کی خاصیت ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ Olive Fresh اپنی جدید ترین پیکنگ، ٹیکنالوجی اور تیز ترین ذرائع نقل وحمل کی بدولت ایسے زیتون فروخت کے لئے پیش کررہا ہے، جنہیں کسی ''پاسچرائزیشن'' (Pasteurisation) اور ''اسٹریلائزیشن'' (Sterilisation) کی ضرورت نہیں، آپ کسی مصنوعی عمل اور گھٹیا معیار کے تیل کے بجائے قدرت کے بہترین ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

Olive Fresh کے ساتھ Extra Virgin Olive Oil سے ہی لطف اٹھائیں، جو کہ زیتون کے پھل کا قدرتی جز ہے، اور اس کی قیمت بھی وہی ہے، جو دیگر بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں میں پیک کئے گئے زیتون کی ہے۔

مزید انتظار مت کیجئے، اور Olive Fresh کی قدرتی تازگی سے بھرپور لطف اٹھائیں۔

D-111.(old NW193)

Haidhary Chowk Satellite Town Rawalpindi

0300-5114231--0310-5114231--051-4842085

مدیر: بابا جی عبد الشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

- قرآن پاک تفاسیر
- احادیث فقہ
- تاریخ اصلاحی کتب
- درسی کتب اور شروحات
- اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دار العلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002